ما رواه الأساطين في عدم المجيء إلى السلاطين
للإمام الحافظ جلال الدين السيوطي رحمه الله
حکمرانوں کی قربت سے بچو!
مترجم: مولانا عبید الرحمٰن
ادارہ حطین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکمرانوں کی قربت سے بچو!

امام حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ)

مترجم: مولانا عبید الرحمن حفظہ اللہ

ادارۂ حطین

نامِ کتاب............. حکمرانوں کی قربت سے بچو!

نامِ مصنف............. امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

نامِ مترجم............... مولانا عبیدالرحمٰن حفظہ اللہ

تعداد................... ۲۰۰۰

تاریخِ اشاعت........ صفر ۱۴۳۱ھ

ناشر..................... ادارۂ حطین

قیمت...................

انتساب

امتِ مسلمہ بالخصوص برصغیر کے
علمائے دینِ متین اور فقہائے شرعِ مبین کے نام
کہ ہر غمگیں دل جن کا منتظر ہے
اور ہر بھیگی آنکھ جن کی راہ تک رہی ہے!

قیادت کوئی تو بڑھ کر سنبھالے
بلادِ دیں سے کافر کو نکالے

فہرست

پیش لفظ

الحمد للّٰہ و الصلوٰۃ و السلام علی رسول اللّٰہ، وبعد:

علمائے دین انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ شریعت کے امین، علوم دینیہ کے محافظ، اہلِ اسلام کے ہادی و رہنما اور امتِ مسلمہ کے سروں کے تاج ہیں۔ امام ترمذیؒ کی روایت کردہ صحیح حدیث کے مطابق عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے جیسی فضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کسی ادنیٰ صحابی پر حاصل ہے۔ اور آپؒ ہی کی روایت کردہ ایک اور صحیح حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ دوسروں کو علمِ دین سکھانے والے کے لئے اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، آسمانوں والے، زمین والے، یہاں تک کہ بلوں میں موجود چیونٹیاں اور پانی میں پائی جانے والی مچھلیاں......سب مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ علمائے کرام کے ان عظیم الشان فضائل سے احادیثِ نبویہ کا ذخیرہ بھرا پڑا ہے، لیکن کوئی بھی عالم ان فضائل کا مستحق اسی وقت تک رہتا ہے جب تک وہ حق گوئی کا فریضہ ادا کرتا رہے، احکاماتِ الٰہی کھول کھول کر بیان کرے اور اس معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کھائے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مساجد کی آبادکاری پر مامور افراد کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ لَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ﴾ (التوبۃ:١٨)

''اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا تو بس انہی لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں، نماز کی پابندی کرتے ہوں، زکوۃ ادا کرتے ہوں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں۔ توقع ہے کہ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں''۔

جس عالم میں یہ صفات نہ پائی جاتی ہوں، جو اللہ کے سوا دوسروں سے بھی ڈرتا ہو، جسے دنیاوی لالچ دے کر خریدا جا سکے، جو احکاماتِ الٰہی کو پوری صراحت سے بیان کرنے کی بجائے انہیں چھپائے، یا اس سے بھی آگے بڑھ کر احکاماتِ شریعت کو اپنی یا حکامِ وقت کی خواہشات کے مطابق مسخ کرے......وہ یقیناً

درج بالا فضائل میں سے کسی کا بھی مستحق نہیں۔ ایسے علمائے سوء کے بارے میں تو کتاب اللہ یہ دل دہلا دینے والی وعید سناتی ہے کہ:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتٰبِ وَ یَشْتَرُوْنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَ لَا یُزَکِّیْہِمْ وَ لَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ. اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْہُدٰی وَ الْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَۃِ فَمَآ اَصْبَرَہُمْ عَلَی النَّارِ﴾ (البقرۃ:۱۷۴۔۱۷۵)

''بلاشبہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب کو چھپاتے ہیں اور اس کے معاوضے میں متاعِ قلیل وصول کرتے ہیں، کچھ شک نہیں کہ وہ اپنے پیٹ آگ سے بھر رہے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ ان سے بات بھی نہ کرے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی اختیار کی اور مغفرت چھوڑ کر عذاب کو چن لیا، سو کتنے باہمت ہیں (کہ) آگ کا عذاب سہنے کے لیے (تیار ہیں)!''

آخری زمانے کے علمائے سوء کے حوالے سے تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کئی لرزا دینے والی پیشین گوئیاں کی ہیں، جنہیں پڑھ کر ہی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ امام ترمذیؒ ''**نوادر الأصول**'' میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''**یکون في أمتي فزعة فیصیر الناس إلی علمائھم فإذا ھم قردۃ وخنازیر**''.

''میری امت میں ایک دہشت ناک واقعہ ہوگا، پس جب لوگ (گھبرا کر) اپنے علماء کی طرف پلٹیں گے تو دیکھیں گے کہ وہ بندر اور خنزیر (بن چکے) ہوں گے''۔

تفسیر ''**الدر المنثور في التأویل بالمأثور**'' میں ابن ابی الدنیاؒ کی یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ مالک بن دینارؒ نے فرمایا:

''**بلغني أن ریحًا تکون في آخر الزمان وظلمة فیفزع الناس إلی علمائھم فیجدونھم قد مسخوا**''.

''مجھ تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ آخری زمانے میں ایک ہوا چلے گی اور اندھیرا چھا جائے گا۔پس جب لوگ گھبرا کر اپنے علماء کے پاس پہنچیں گے تو انہیں مسخ شدہ حالت میں پائیں گے''۔

نیز بعض احادیث میں بعد کے زمانوں کے ان علماء کا بھی تذکرہ ہے جو اس امت کو جہاد فی سبیل اللہ سے روکیں گے اور کہیں گے کہ جہاد کا دور گزر چکا......اب تو سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے، تہذیب و تمدن کا دور ہے، جدید ذرائع ابلاغ کا دور ہے۔ایسے میں قتل وقتال کی بات کرنا، گردنیں مارنے اور پور پور پر ضرب لگانے کا تذکرہ چھیڑنا، غنیمت چھیننے اور ذمی بنانے کے عزائم رکھنا، قیدی پکڑنے اور غلام و لونڈیاں بنانے کے احکامات یاد دلانا کیونکر مناسب ہوسکتا ہے؟ چنانچہ ابنِ حمادؒ اپنی کتاب ''السنن الواردة في الفتن'' میں یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لا يزال الجهاد حلوًا خضرًا ما قطر القطر من السمآء، وسيأتي على الناس زمان يقول فيه قراء منهم ليس هذا زمان الجهاد، فمن أدرك ذلك الزمان فنعم زمان الجهاد. قالوا :يا رسول الله! وأحد يقول ذلك؟ قال :نعم، من عليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين''.

''جب تک آسمان سے بارش کے قطرے برستے رہیں گے جہاد ہمیشہ یونہی تروتازہ رہے گا۔ اور لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جب ان کے علماء کہیں گے کہ یہ زمانہ جہاد کا زمانہ نہیں ہے۔پس جو یہ زمانہ پائے، تو جہاد کرنے کے لیے یہ کیا ہی خوب زمانہ ہوگا! لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا کوئی ایسا بھی کہہ سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! وہ جس پر اللہ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو!''

جبکہ کنز العمال کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

''......أولئك هم وقود النار''.

''......یہی لوگ جہنم کا ایندھن ہوں گے''۔

پس جس طرح شریعتِ مطہرہ میں ''علمائے حق'' سے متعلق غیر معمولی فضائل وارد ہوئے ہیں، اسی طرح ''علمائے سوء'' کے بارے میں انتہائی غیر معمولی وعیدیں بھی ذکر کی گئی ہیں۔علماء کے راہِ حق سے

پھسلنے اور علمائے حق کے زمرے سے نکل کر علمائے سوء کی فہرست میں داخل ہونے کا اہم ترین سبب حکمرانوں سے قربت ہے۔ جب بھی کوئی عالم حکمران طبقے سے میل جول رکھتا ہے، حاکم اور اس کے وزراء و نائبین کی مجلسوں میں بیٹھتا ہے، ان کے دسترخوانوں پر شریکِ طعام ہوتا ہے، خود چل کر ان کے دروازوں پر جاتا ہے، سرکاری تقریبات و کانفرنسوں میں شامل ہونے کو اپنی سعادت سمجھتا ہے، سرکاری نوکریوں اور اعلیٰ حکومتی مناصب کے حصول کے لیے کوشاں رہتا ہے، خود دعوت دے دے کر حکام کو اپنے مدارس و مساجد میں بلاتا ہے...... تو وہ ضرور بالضرور حق گوئی کی صفت سے محروم ہوجاتا ہے، اس کی زبان پر تالے پڑ جاتے ہیں، اس کے قلب میں حبِ مال اور حبِ جاہ جیسے مہلک امراض نہایت خاموشی سے جگہ بنا لیتے ہیں اور بہت جلد وہ اس حقیر دنیا کے عوض اللہ کی آیات بیچنے کا مکروہ کاروبار شروع کردیتا ہے۔

حکمرانوں سے قربت کی اسی خطرناکی کے پیشِ نظر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی مختلف احادیث میں علمائے دین کو بالخصوص جبکہ تمام مسلمانوں کو بالعموم انتہائی سختی سے حکمرانوں کی قربت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں اس موضوع سے متعلقہ احادیث، اقوالِ صحابہؓ اور سیرتِ اسلاف کی بہت سی عملی مثالیں جمع کردی گئی ہیں۔ یہ کتاب دراصل امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز تصنیف "**ما رواه الأساطين في عدم المجيء إلى السلاطين**" کا اردو ترجمہ ہے۔ گوکہ اس کتاب کے مخاطب تمام ہی مسلمان ہیں، لیکن ہم اسے بالخصوص علمائے دین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان میں سے جو وارثینِ نبوت حق پر قائم ہیں...... جو الحمدللہ اکثریت میں ہیں...... ان کے قدم مزید جم جائیں اور جو راہِ حق سے ہٹ چکے ہیں، وہ اپنی حق سے دوری کا سبب جان لیں اور قہرِ الٰہی کے خوف سے، اور جنت کی طلب میں واپس صراطِ مستقیم پر لوٹنے کا فیصلہ کرلیں، خواہ انہیں اس کی کتنی ہی بھاری قیمت چکانا پڑے۔ بلاشبہ موت کے آخری غرغرے تک اور سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک توبہ کے دروازے کھلے ہیں!

ہم اپنے فاضل اساتذۂ کرام اور علمائے عالی مقام سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ امام سیوطیؒ کی اس مبارک تحریر کو مدارسِ دینیہ کے تعلیمی نصاب کا جزو بنایا جائے۔ اللہ سے امید ہے کہ یہ کتاب طلبائے علومِ شرعیہ کی نسلِ نو کے سینوں میں کفر والحاد کے سرپرست حکمرانوں سے بیزاری کا جذبہ راسخ کرے گی۔ نیز یہ کتاب تعلیم و تعلم سے وابستہ حضرات کو مادہ پرستی کے اس طوفان میں حبِ جاہ اور حبِ مال جیسے مہلک

امراض سے بچانے اور استغناء، قناعت پسندی اور فقر وزہد جیسی محمود صفات پر قائم رکھنے میں ممد ثابت ہوگی۔

ہم یہاں اپنے واجب الاحترام علماء کی توجہ اس سمت بھی مبذول کرانا چاہیں گے کہ آج عالمی کفر اور اس کے مقامی نمائندے یہ سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں کہ علمائے دین کو ان دینی و جہادی تحریکات سے کاٹ کر علیحدہ کیا جائے جو طاغوت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے ہر محاذ پر للکار رہی ہیں۔ کفر خوب جانتا ہے کہ اس کی دجالی دعوت مسلم معاشروں میں جڑ نہیں پکڑ سکتی جب تک اہلِ جہاد کو اربابِ مدارس کا تعاون وسرپرستی حاصل ہو۔ ''علم'' اور ''جہاد'' کا یہ اشتراک کفر کے لئے موت کا پیغام ہے۔ اس پس منظر کو ذہن میں رکھا جائے تو یہ بات بخوبی سمجھی جاسکتی ہے کہ ''حکمرانوں کی قربت سے اجتناب'' کا موضوع آج کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔ اس موضوع کو درس وتدریس میں اجاگر کرنا، منبر ومحراب کے ذریعے عام کرنا، تصنیف وتالیف میں جگہ دینا، مدارسِ دینیہ اور دینی تنظیموں میں بالخصوص اور عام معاشرے میں بالعموم اس کی تشہیر کرنا......غرض ایک باقاعدہ مہم کی شکل دے کر اس حکمِ شرعی کو زندہ کرنا ہماری ایمانی زندگی کی ضمانت ہے۔ ان شاء اللہ اس نبوی تعلیم کا احیاء علمائے کرام کو ان کے اصل دشمنوں یعنی طاغوتی حکمرانوں سے کاٹنے اور ان کے اصل محبّین، محافظین اور خدام یعنی مجاہدین فی سبیل اللہ سے جوڑنے کا باعث ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ظالم حکمرانوں کے سامنے کلمۂ حق کہنے والے علماء کے درجات بلند فرمائے!

اس 'جرم' کی پاداش میں شہید کیے جانے والے علماء کو شرفِ قبولیت بخشے!

اسی جرم میں قید کیے جانے والے علماء کو ثابت قدمی اور جلد رہائی عطا فرمائے!

علمائے دین کو آگے بڑھ کر کافروں اور ان کے آلۂ کاروں کے خلاف جاری جہاد کی قیادت سنبھالنے کی توفیق دے!

اس امت کو امام ابوحنیفہؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام ابنِ تیمیہؒ، امام عز بن عبدالسلامؒ، شاہ عبدالعزیز دہلویؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ، مولانا قاسم نانوتویؒ، مولانا جعفر تھانیسریؒ، شیخ عبداللہ عزامؒ، مفتی نظام الدین شامزئیؒ اور مولانا عبدالرشید غازیؒ جیسے باحمیت علماء پھر سے عطا فرمائے!

حکمرانوں کی قربت میں بیٹھے ہوئے یا جہاد کی مخالفت میں ڈٹے ہوئے علماء کو اپنے مؤقف سے

رجوع کرنے اور حق کی طرف لوٹنے کی توفیق دے! انہیں حق دکھلائے اور اس کی حمایت میں ڈٹ جانے کی توفیق دے! اور ان کے قلوب کو علم و عمل کی روشنی سے منور فرما دے! آمین۔

وصلی اللّٰہ علی نبینا محمد وعلی آله وصحبه وسلم!

مدیرِ حطین

باب اوّل

احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں

یہ اس امت کے عالی شان اسلاف کی بیان کردہ وہ روایات ہیں جن میں حکمرانوں کی قربت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے:

امام ابوداؤدؒ، امام نسائیؒ، امام ترمذیؒ اور امام بیہقیؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من سكن البادية جفا، ومن اتبع الصيد غفل، ومن أتى أبواب السلاطين افتتن".

"جو شخص جنگل (یا صحرا) میں رہے گا اس کا دل سخت ہو جائے گا۔ اور جو شکار کے پیچھے بھاگے گا وہ (دین کے کاموں سے) غافل ہو جائے گا۔ اور جو حکام کے در پہ حاضر ہوگا وہ فتنے میں مبتلا ہو جائے گا"۔ امام ترمذیؒ نے اسے حسن حدیث قرار دیا ہے۔

امام ابوداؤدؒ اور امام بیہقیؒ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من بدا فقد جفا، ومن اتبع الصيد غفل، ومن أتى أبواب السلاطين افتتن، وما ازداد عبد من السلطان دنوا إلا ازداد من الله بعدا".

"جو شخص جنگل میں رہے گا اس کا دل سخت ہو جائے گا۔ اور جو شکار کے پیچھے بھاگے گا وہ غافل ہو جائے گا۔ اور جو بادشاہوں کے دروازوں پر جائے گا وہ فتنے میں مبتلا ہو جائے گا۔ اور جتنا کوئی شخص حاکم کا قرب اختیار کرے گا اتنا ہی وہ اللہ سے دور ہوتا جائے گا"۔

امام بیہقیؒ صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من بدا جفا، ومن اتبع الصيد غفل، ومن أتى أبواب السلطان افتتن، وما ازداد احد من السلطان قرباً إلا ازداد من الله بعدا".

"جو شخص جنگل میں رہے گا اس کا دل سخت ہو جائے گا۔ اور جو شکار کے پیچھے بھاگے گا وہ غافل ہو جائے گا۔ اور جو حاکم کے در پہ جائے گا وہ فتنے میں مبتلا ہو جائے گا۔ اور جتنا کوئی شخص حاکم کا

قرب اختیار کرے گا اتنا ہی وہ اللہ سے دور ہوتا جائے گا''۔ یہ حدیث امام احمد بن حنبلؒ نے بھی اپنی مُسند میں روایت کی ہے۔

امام ابن عدیؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''إن في جهنم وادياً تستعيذ منه كل يوم سبعين مرة، أعده اللّٰه للقراء المرائين في أعمالهم وإن أبغض الخلق إلى اللّٰه عالم السلطان''.

''جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم ہر روز ستر مرتبہ پناہ طلب کرتی ہے، اللہ نے اسے ریا کاری کرنے والے قاریوں کے لیے تیار کر رکھا ہے۔ اور اللہ کے نزدیک مبغوض ترین مخلوق حاکم کا (درباری) عالم ہے''۔

حافظ ابوفتیان دہستانیؒ نے اپنی کتاب **''التحذير من علماء السوء''** میں، امام رافعیؒ نے ''تاریخِ قزوین'' میں، اور امام ابنِ لالؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''إن أبغض الخلق إلى اللّٰه تعالٰى العالم يزور العمال''.

''بلاشبہ اللہ تعالی کے نزدیک مبغوض ترین مخلوق وہ عالم ہے جو عاملوں (سرکاری اہلکاروں) سے میل جول رکھتا ہے''۔

جبکہ حافظ ابوفتیانؒ کے الفاظ یہ ہیں کہ:

''إن أهون الخلق على اللّٰه العالم يزور العمال''.

''بلاشبہ اللہ تعالی کے نزدیک حقیر ترین مخلوق وہ عالم ہے جو عاملوں سے میل جول رکھتا ہے''۔

امام ابنِ ماجہؒ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''إن أبغض القراء إلى اللّٰه تعالٰى الذين يزورون الأمراء''.

''یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین قاری وہ ہیں جو امراء سے میل جول رکھتے ہیں''۔

امام دیلمیؒ ''مسند الفردوس'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إذا رأيت العالم يخالط السلطان مخالطة كثيرة فاعلم أنه لص".

''اگر تم کسی عالم کو حاکم سے بہت زیادہ میل ملاپ رکھتے دیکھو تو جان لو کہ وہ چور ہے''۔

امام ابنِ ماجہؒ ثقہ راویوں کی وساطت سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إن أناسًا من أمتي سيتفقهون في الدين، ويقرؤون القرآن، ويقولون نأتي الأمراء، فنصيب من دنياهم، ونعتزلهم بديننا ولا يكون ذلك كما لا يجتني من القتاد إلا الشوك، كذلك لا يجتنى من قربهم إلا الخطايا".

''میری امت میں سے کچھ لوگ دین میں تفقہ حاصل کریں گے، قرآن پڑھیں گے، اور کہیں گے کہ ہم امراء (حکام) کے یہاں جاتے ہیں تا کہ ان کی دنیا سے بھی کچھ لے لیں اور اپنے دین کو بھی بچا رکھیں، جبکہ یوں کسی طور نہ ہوگا۔ جس طرح ببول کے درخت سے کانٹوں کے سوا کچھ نہیں ملتا، اسی طرح ان امراء کی قربت سے بھی خطاؤں کے سوا کچھ نہیں ہاتھ آتا''۔

امام طبرانیؒ نے ''الأوسط'' میں ثقہ راویوں کی وساطت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اہلِ بیت میں سے ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ پوچھنے پر فرمایا:

"نعم، مالم تقم على باب سدة أو تأتي أميرًا فتسأله".

''ہاں (تم اہلِ بیت میں سے ہو) جب تک کہ تم ''سُدَّة'' پر نہ کھڑے ہو، یا کسی امیر کے پاس جا کر اس سے سوال نہ کرو''۔

حافظ منذریؒ ''الترغیب والترہیب'' میں لکھتے ہیں کہ: ''یہاں سدة سے مراد بادشاہ اور ایسے ہی دیگر لوگوں کا در ہے''۔

امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ اور امام حاکمؒ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سيكون بعدي أمراء، فمن دخل عليهم فصدقهم بكذبهم، وأعانهم على ظلمهم، فليس مني، ولست منه، وليس بوارد على الحوض، ومن لم يدخل

علیهم، ولم يعنهم على ظلمهم، ولم يصدقهم بكذبهم، فهو مني، وأنا منه، وهو وارد على الحوض''.

''میرے بعد کچھ امراء (حکام) آئیں گے، پس جو شخص ان کے پاس گیا اور ان کی جھوٹی باتوں کی تصدیق کی، اور ان کے ظلم (کے کاموں) میں ان کی مدد کی تو اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں، اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی وہ میرے حوض (یعنی حوضِ کوثر) پر آئے گا۔ اور جو شخص نہ ان کے پاس گیا، نہ ان کے ظلم میں ان کی مدد کی اور نہ ہی ان کے جھوٹ کی تصدیق کی تو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، اور وہ میرے حوض پر آنے والا ہے''۔ اس حدیث کو امام ترمذیؒ اور امام حاکمؒ نے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

مسند احمدؒ، مسند ابو یعلیٰؒ اور صحیح ابنِ حبانؒ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تكون أمراء تغشاهم غواش و حواش من الناس''.

''آئندہ ایسے امراء ہوں گے جن کے گرد حاشیہ بردار اور حاضر باش لوگ منڈلاتے رہیں گے''۔

امام احمدؒ، امام بزارؒ اور امام ابن حبانؒ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سيكون أمراء، من دخل عليهم وأعانهم على ظلمهم، وصدقهم بكذبهم، فليس مني ولست منه، ولن يرد على الحوض. ومن لم يدخل عليهم، ولم يعنهم على ظلمهم، ولم يصدقهم بكذبهم فهو مني وأنا منه وسيرد على الحوض''.

''آئندہ کچھ امراء آئیں گے؛ پس جو شخص ان کے پاس گیا اور ان کی جھوٹی باتوں کی تصدیق کی، اور ان کے ظلم (کے کاموں) میں ان کی مدد کی تو اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں، اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اور وہ ہرگز حوض (یعنی حوضِ کوثر) پر نہیں آئے گا۔ اور جو شخص نہ ان کے پاس گیا، نہ ان کے ظلم میں ان کی مدد کی اور نہ ہی ان کے جھوٹ کی تصدیق کی تو وہ مجھ سے ہے اور

میں اس سے ہوں، اور وہ حوض پر آنے والا ہے‘‘۔

امام شیرازیؒ نے ’’الألقاب‘‘ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’إنها ستكون أمراء، فمن صدقهم بكذبهم، وأعانهم على ظلمهم، وغشى أبوابهم، فليس مني و لست منه، ولا يرد على الحوض، ومن لم يصدقهم بكذبهم، ولم يعنهم على ظلمهم، ولم يغش أبوابهم، فهو مني وسيرد على الحوض‘‘.

’’بلاشبہ آئندہ کچھ امراء آئیں گے؛ پس جو ان کے جھوٹ کو سچ مانے گا، ان کے ظلم میں ان کی اعانت کرے گا اور ان کے دروازوں پر منڈلاتا پھرے گا تو وہ مجھ سے نہیں اور میں اس سے نہیں، اور نہ ہی وہ حوض پر آئے گا۔ اور جو ان کے جھوٹ کو سچ نہ مانے گا، نہ ظلم میں ان کی اعانت کرے گا اور نہ ہی ان کے دروازوں پر منڈلائے گا تو وہ مجھ سے ہے اور وہ حوض پر آئے گا‘‘۔

امام حسن بن سفیانؒ نے اپنی ’’مسند‘‘ میں، امام حاکمؒ نے اپنی کتابِ تاریخ میں، نیز امام ابونعیمؒ، امام عقیلیؒ اور امام دیلمیؒ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’العلماء أمناء الرسل على عباد الله مالم يخالطوا السلطان، فإذا خالطوا السلطان فقد خانوا الرسل فاحذروهم، واعتزلوهم‘‘.

’’علماء اللہ کے بندوں کے درمیان رسولوں کے (ورثے کے) امین ہوتے ہیں جب تک کہ وہ حاکم کے ساتھ نہ گھلیں ملیں۔ پس اگر وہ حاکم کے ساتھ گھلے ملے تو بلاشبہ انہوں نے رسولوں سے خیانت کی۔ تو (جو علماء ایسا کریں) تم ان سے خبردار رہنا اور ان سے بالکل علیحدہ ہو جانا‘‘۔

امام رافعیؒ نے بھی اپنی کتابِ تاریخ میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔

امام عسکریؒ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’الفقها أمناء الرسل، مالم يدخلوا في الدنيا ويتبعوا السلطان، فإذا فعلوا ذلك

فاحذروهم''.

''فقہاء رسولوں کے (ورثے کے) امین ہیں جب تک کہ وہ دنیا (کی آلائشوں) میں نہ گھسیں اور حاکم کے پیچھے پیچھے نہ چلیں۔ پس جب وہ ایسا کرنے لگیں تو ان سے بچو''۔

امام حاکمؒ نے اپنی کتابِ تاریخ میں اور امام دیلمیؒ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''**ما من عالم أتى صاحب سلطان طوعًا، إلا كان شريكه فى كل لون يعذب به فى نار جهنم**''.

''جو عالم بھی صاحبِ اقتدار کے پاس اپنی مرضی سے جائے گا تو وہ اسے جہنم میں دیئے جانے والے ہر قسم کے عذاب میں شریک ہوگا''۔

امام ابوالشیخؒ نے ''الثواب'' میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''**إذا قرأ الرجل القرآن و تفقه في الدين، ثم أتى باب السلطان، تملقًا اليه، وطمعًا لما فى يده، خاض بقدر خطاه فى نار جهنم**''.

''جو شخص قرآن پڑھ لے اور دین میں تفقہ حاصل کرلے، اور پھر حاکم کے در پہ اس کی خوشامد کرنے اور اس کی دولت (بٹورنے) کی لالچ میں جائے تو وہ (اس راہ میں) جتنے قدم اٹھائے گا، اتنا ہی جہنم میں گھستا چلا جائے گا''۔

امام دیلمیؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''**يكون في آخر الزمان علماء يرغبون الناس فى الآخرة و لا يرغبون، ويزهدون الناس فى الدنيا و لا يزهدون، وينهون عن غشيان الأمراء ولا ينتهون**''.

''آخری زمانے میں ایسے علماء ہوں گے جو لوگوں کو آخرت کی طرف راغب کریں گے اور خود راغب نہ ہوں گے، لوگوں کو دنیا سے بے رغبتی کی تعلیم دیں گے اور خود بے رغبت نہ ہوں گے،

اور امراء سے میل ملاپ رکھنے سے منع کریں گے اور خود اس سے باز نہ آئیں گے''۔

امام دیلمیؒ ہی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''إن اللّٰه يحب الأمراء إذا خالطوا العلماء، ويمقت العلماء إذا خالطوا الأمراء، لأن العلماء إذا خالطوا الأمراء رغبوا في الدنيا، والأمراء إذا خالطوا العلماء رغبوا في الآخرة''.

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان امراء سے محبت کرتے ہیں جو علماء سے راہ و رسم رکھتے ہیں، اور ان علماء سے نفرت کرتے ہیں جو امراء سے راہ و رسم رکھتے ہیں۔ کیونکہ علماء جب امراء سے راہ و رسم رکھتے ہیں تو وہ دنیا کی طرف راغب ہو جاتے ہیں، جبکہ امراء جب علماء سے راہ و رسم رکھتے ہیں تو وہ آخرت کی طرف راغب ہو جاتے ہیں''۔

امام ابو عمرو الدانیؒ نے ''**کتاب الفتن**'' میں حسن سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لا تزال هذه الأمة تحت يد اللّٰه و كنفه، مالم يماري قراؤها أمرائها''.

''یہ امت اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں اور اس کے سایۂ رحمت میں رہے گی جب تک کہ اس کے قاری اس کے امراء سے نہیں لپٹیں گے''۔

امام حاکمؒ نے حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو صحیح قرار دیتے ہوئے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''أقلوا الدخول على الأغنياء، فإنه أجدر ألا تزدروا نعمة اللّٰه''.

''مالداروں کے پاس کم جایا کرو، کیونکہ (مالداروں سے دور رہنے میں) اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ تم اللہ کی نعمتوں کی تحقیر نہیں کرو گے''۔

حکیم ترمذیؒ نے ''**نوادر الأصول**'' میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اس حالت میں آئے کہ ان کے چہرے پر غم کے آثار نمایاں تھے، انہوں نے میری داڑھی پکڑ کر کہا:

"إنا للّٰه وإنا إليه راجعون أتاني جبريل آنفًا، فقال لي: إن أمتك مفتتنة بعدك بقليل من الدهر، غير كثير، قلت: و من أين ذلك!؟ قال: من قبل قرائهم وأمرائهم، يمنع الأمراء الناس حقوقهم، فلا يعطونها، وتتبع القراء أهواء الأمراء قلت: يا جبريل! فبم يسلم من يسلم منهم؟ قال: بالكف والصبر، إن أعطوا الذى لهم أخذوه وإن منعوه تركوه".

"انا للہ وانا الیہ راجعون! کچھ دیر پہلے میرے پاس جبریلؑ آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ تیری امت تیرے بعد کچھ زیادہ نہیں، بس تھوڑی ہی مدت میں فتنے میں مبتلا ہو جائے گی۔ میں نے پوچھا: وہ کس وجہ سے!؟ آپؐ نے کہا کہ ان کے علماء اور امراء کی وجہ سے۔ امراء عام لوگوں کے حقوق روکے رکھیں گے، اور (لوگوں کو ان کے حقوق) نہیں دیں گے، اور علماء امراء کی خواہشات کے پیچھے چلیں گے۔ میں نے کہا: اے جبریلؑ! جو شخص (اس فتنے سے) بچے گا وہ کس طرح بچ پائے گا؟ آپؐ نے کہا: خود کو روکے رکھنے اور صبر کرنے سے؛ اگر انہیں ان کا حق دیا جائے گا تو لے لیں گے اور اگر نہیں دیا جائے گا تو چھوڑ دیں گے"۔

امام حاکمؒ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"سيكون بعدي سلاطين، الفتن على أبوابهم كمبارك الإبل، لا يعطون أحدًا شيئًا إلا أخذوا من دينه مثله".

"میرے بعد بادشاہ آئیں گے، فتنے ان کے دروازوں پر یوں (ڈیرہ جمائے) ہوں گے جیسے اونٹوں کی قیام گاہوں پر (اونٹ بیٹھے) ہوتے ہیں۔ وہ جسے بھی (دنیا کے سامان میں سے) کچھ دیں گے، اسی کے برابر اس کے دین میں سے لے بھی لیں گے"۔

امام دیلمیؒ نے حضرت ابوالاعور سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إياكم، وأبواب السلطان".

"خبردار، بادشاہوں کے دروازوں سے دور رہنا!"

امام حسن بن سفیانؒ نے اپنی ''مسند'' میں اور امام دیلمیؒ نے بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''إتقوا أبواب السلطان وحواشيها، فإن أقرب الناس منها أبعدهم من اللّٰه، ومن آثر السلطان على اللّٰه، جعل الفتنة فى قلبه ظاهرة و باطنة، وأذهب عنه الورع وتركه حيران''.

''حاکم کے دروازوں اور ان کے دربانوں سے بچو، کیونکہ جو ان (دروازوں) سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور ہوتا ہے۔ اور جو کسی حاکم کو اللہ پر ترجیح دیتا ہے تو اللہ اس کے دل میں ظاہری و باطنی فتنہ ڈال دیتے ہیں، اس سے تقویٰ چھین لیتے ہیں اور اسے حیران و پریشان چھوڑ دیتے ہیں''۔

امام ابنِ عساکرؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سيكون قوم بعدي من أمتي، يقرؤون القرآن، ويتفقهون في الدين، يأتيهم الشيطان، فيقول: لو أتيتم السلطان، فأصلح من دنياكم، واعتزلوهم بدينكم، ولا يكون ذلك، كما لا يجتني من القتاد، إلا الشوك، كذلك لا يجتني من قربهم إلا الخطايا''.

''میرے بعد میری امت میں ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا جو قرآن پڑھے گا اور دین میں تفقہ حاصل کرے گا۔ شیطان ان کے پاس آئے گا اور ان سے کہے گا کہ کیسا ہوا گر تم لوگ حاکم کے پاس جاؤ؟ وہ تمہاری دنیا کا کچھ بھلا کردے گا اور تم لوگ اپنے دین کو اس سے بچائے رکھنا! جبکہ ایسا ہو نہیں سکتا، کیونکہ جس طرح ببول کے درخت سے کانٹوں کے سوا کچھ نہیں حاصل ہوتا، اسی طرح ان کی قربت سے خطاؤں کے سوا کچھ نہیں حاصل ہوتا''۔

امام ہناد بن سریؒ نے ''الزھد'' میں حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ما ازداد رجل من السلطان قربًا إلا ازداد من اللّٰه بعدًا''.

''جس شخص کے بھی حاکم سے قرب میں اضافہ ہوگا، اس کی اللہ سے دوری میں بھی اضافہ ہوتا چلا جائے گا''۔

امام دیلمیؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''من تقرب من ذي سلطان ذراعًا، تباعد اللّٰه منه باعًا''.

''جو شخص صاحبِ اقتدار کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے دونوں بازوؤں کے پھیلاؤ کے برابر دور ہو جاتے ہیں''۔

امام دیلمیؒ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''من مشى إلى سلطان جائر طوعًا من ذات نفسه، تملّقًا إليه بلقائه، والسلام عليه، خاض نار جهنم بقدر خطاه، إلى أن يرجع من عنده إلى منزله، فإن مال إلى هواه، أو شد على عضده لم يحلل به من اللّٰه لعنة إلا كان عليه مثلها، ولم يعذب فى النار بنوع من العذاب، إلا عذب بمثله''.

''جو شخص ظالم حکمران کے پاس خود اپنی مرضی سے گیا، اس کی خوشامد کرنے کے لیے اس سے ملاقات کی اور اسے سلام کیا تو وہ اس راہ میں اٹھائے گئے قدموں کے بقدر جہنم میں گھستا چلا جائے گا، یہاں تک کہ وہ وہاں سے اٹھ کر واپس اپنے گھر لوٹ آئے۔ اور اگر وہ شخص حکمران کی خواہشات کی طرف مائل ہوا یا اس کا دست و بازو بنا تو جیسی لعنت اللہ کی طرف سے اس (حاکم) پر پڑے گی ویسی ہی اس پر بھی پڑے گی، اور جیسا عذاب دوزخ میں اُسے ملے گا ویسا ہی اِسے بھی ملے گا''۔

امام ابوالشیخؒ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''من قرأ القرآن، و تفقه في الدين ثم أتى صاحب سلطان طمعًا لما في يديه، طبع اللّٰه على قلبه، وعذب كل يوم بلونين من العذاب، لم يعذب به قبل ذلك''.

''جس نے قرآن پڑھا اور دین کی سمجھ بوجھ حاصل کی، اور پھر صاحبِ اقتدار کے پاس اس کے

مال ودولت کی لالچ میں گیا تو اللہ اس کے دل پر مہر لگا دیں گے، اور (آخرت میں) اسے ہر روز دو ایسے عذاب دیئے جائیں گے جو اس سے پہلے اسے نہ دیئے گئے ہوں گے''۔

امام حاکمؒ نے اپنی کتابِ تاریخ میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''من قرأ القرآن و تفقه في الدين ثم أتى صاحب السلطان طمعًا لما في يديه خاض بقدر خطاه فى نار جهنم''.

''جس نے قرآن پڑھا اور دین میں تفقہ حاصل کیا، اور پھر صاحبِ اقتدار کے پاس اس کے مال ودولت کی لالچ میں گیا تو وہ اپنے اٹھائے گئے قدموں کے بقدر دوزخ کی آگ میں گھستا جائے گا''۔

امام بیہقیؒ نے قبیلہ **بنی سُلَیم** کے ایک فرد سے روایت کیا ہے کہ اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''إياكم و أبواب السلطان''.

''خبردار، حکام کے دروازوں پہ نہ جانا!''

امام دیلمیؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''إياكم و مجالسة السلطان، فإنه ذهاب الدين، وإياكم و معونته فإنكم لا تحمدون أمره''.

''خبردار! حکمران کے پاس نہ بیٹھنا، اس لیے کہ اس (کے پاس بیٹھنے) سے (تم اپنا) دین کھو بیٹھو گے۔ اور خبردار! اس کی اعانت نہ کرنا، اس لیے کہ تم اس کے حکم سے خوش نہ ہو گے''۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور امام طبرانیؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''إنها ستكون أمراء تعرفون وتنكرون، فمن ناوأهم نجا، ومن اعتزلهم سلم، أو كاد، ومن خالطهم هلك''.

''یقیناً آئندہ ایسے امراء ہوں گے کہ تم ان سے اچھے کام بھی دیکھو گے اور برے بھی۔ تو جو ان

سے دور رہا اس نے نجات پائی، اور جس نے ان سے بالکل علیحدگی اختیار کی وہ بچ گیا یا بچنے کے قریب ہوگیا، اور جس نے ان سے میل جول رکھا وہ ہلاک ہوگیا''۔

امام بیہقیؒ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''إتقوا أبواب السلطان''.

''حاکم کے دروازوں (پر جانے) سے بچو''۔

''فردوس'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث نقل کی گئی ہے کہ:

''أفضل التابعين من أمتي من لا يقرب أبواب السلاطين''.

''میری امت کے افضل ترین تابعی وہ ہیں جو حکمرانوں کے دروازوں کے قریب بھی نہیں پھٹکتے''۔

امام بیہقیؒ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''إن علی أبواب السلطان فتناً كمبارك الإبل، لا تصيبون من دنيا هم شيئا إلا أصابوا من دينكم مثله''.

''یقیناً حکمران کے دروازوں پر فتنے یوں ڈیرے جمائے ہوتے ہیں گویا اونٹوں کی قیام گاہوں پر (اونٹ بیٹھے) ہوں۔تم ان کی دنیا میں سے جو کچھ بھی پاؤ گے، وہ اس کے برابر تمہارے دین میں سے لے لیں گے''۔

امام دارمیؒ نے اپنی ''مسند'' میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''من أراد أن يكرم دينه، فلا يدخل على السلطان، ولا يخلون بالنسوان ولا يخاصمن أصحاب الأهواء''.

''جو شخص اپنے دین کی تکریم کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ حکمران کے پاس نہ جائے، نہ ہی عورتوں کے ساتھ خلوت اختیار کرے اور نہ ہی خواہشات کے پجاریوں سے بحث و مباحثہ کرے''۔

امام بخاریؒ نے اپنی کتابِ تاریخ میں اور امام ابنِ سعدؒ نے ''طبقات'' میں نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"يدخل الرجل على السلطان ومعه دينه، فيخرج وما معه شيء".

''آدمی حکمران کے پاس اپنے دین کے ہمراہ جاتا ہے، لیکن جب نکلتا ہے تو اس کے پاس کچھ بھی باقی نہیں ہوتا''۔

امام ابنِ سعدؒ نے ''طبقات'' میں نقل کیا ہے کہ حضرت سلمہ بن نبیطؒ نے بتایا کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا......جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا تھا، اور انہیں دیکھا اور سنا بھی تھا......''ابا جان! اگر آپ ان حکام کے پاس چلے جائیں تو آپ بھی ان سے کچھ پا لیں گے اور آپ کے طفیل آپ کی قوم بھی کچھ پالے گی؟'' انہوں نے فرمایا:

"أي بني إني أخاف أن أجلس منهم مجلسًا يدخلني النار".

''اے میرے بیٹے! میں ڈرتا ہوں کہ میں ان کے ساتھ ایسی مجلس میں بیٹھوں جو مجھے آگ میں لے جائے''۔

امام دارمیؒ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"من طلب العلم لأربع دخل النار؛ ليباهي به العلماء، ويماري به السفهاء، أو ليصرف به وجوه الناس إليه، أو يأخذ به من الأمراء".

''جس شخص نے بھی ان چار اغراض کے لیے علم حاصل کیا وہ آگ میں داخل ہوگیا: علماء کے سامنے (علمی) برتری جتانے کے لیے، بے وقوفوں کے ساتھ بحث کرنے کے لیے، لوگوں کی نظریں اپنی طرف مبذول کرانے کے لیے، یا اس (علم) کے بدلے امراء سے کچھ وصول کرنے کے لیے''۔

امام ابن ماجہؒ اور امام بیہقیؒ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"لو أن أهل العلم صانعوا العلم، ووضعوه عند أهله، لسادوا به أهل زمانهم ولكنهم بذلوه لأهل الدنيا لينالوا به من دنياهم، فهانوا عليهم. سمعت نبيكم صلى الله عليه و سلم يقول: "من جعل الهم همًّا واحدًا هم آخرته، كفاه الله ما همه من أمر دنياه ومن تشعبت به الهموم في أحوال الدنيا لم يبال الله في أي أوديتها هلك".

''اگر اہلِ علم، علم کی قدر کرتے اور اسے اس کے اہل لوگوں کے سپرد کرتے تو وہ اپنے اہلِ زمانہ کے سردار بن جاتے۔ لیکن انہوں نے اسے اہلِ دنیا پر خرچ کیا تا کہ اس سے اپنی دنیا بنائیں تو وہ ان کی نظروں میں بھی گر گئے۔ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ: ''جس نے آخرت کے غم کو ہی اپنا واحد غم بنالیا، اللہ اس کے لیے اس کے دنیاوی غموں میں کافی ہو جائیں گے۔ اور جس کو طرح طرح کی دنیاوی فکروں نے الجھا دیا تو اللہ بھی اس کی پرواہ نہیں کریں گے کہ وہ دنیا کی کس گھاٹی میں گر کر ہلاک ہوتا ہے''۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ألا! لا يمشينّ رجل منكم شبرًا إلى ذي سلطان''.

''خبردار! تم میں سے کوئی شخص بالشت برابر بھی صاحبِ اقتدار کی طرف نہ جائے''۔

امام ابنِ ابی شیبہؒ نے اور امام ابونعیمؒ نے ''الحلية'' میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''إياكم ومواقف الفتن! قيل: وما مواقف الفتن؟ قال: أبواب الأمير؛ يدخل الرجل على الأمير، فيصدقه بالكذب، و يقول ما ليس فيه''.

''تم لوگ فتنوں کے مقامات سے بچو!'' پوچھا گیا کہ یہ فتنوں کے مقامات کون سے ہیں؟ ''آپؓ نے فرمایا: امیر کے دروازے۔ آدمی امیر کے یہاں جاتا ہے تو اس کے جھوٹ کی تصدیق بھی کرتا ہے اور اس کی تعریف میں وہ کچھ کہہ ڈالتا ہے جو اس میں نہیں ہوتا''۔

امام ابن عساکرؒ نے حضرت امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''أبعد الخلق من اللّٰه رجل يجالس الأمراء، فما قالوا من جور صدقهم عليه''.

''مخلوق میں اللہ سے سب سے زیادہ دور وہ شخص ہے جو امراء کی مجلسوں میں بیٹھتا ہے۔ پھر وہ جو ظالمانہ باتیں بھی کہتے ہیں، ان کی تصدیق کرتا ہے''۔

امام بیہقیؒ نے حضرت وہب بن منبہؒ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عطاءؒ سے فرمایا:

''إياك وأبواب السلطان! فإن على أبواب السلطان فتناً كمبارك الإبل، لا

تصيب من دنياهم شيئا إلا أصابوا من دينك مثله''.

''حکمران کے دروازوں پہ جانے سے بچو! اس لیے کہ حکمران کے دروازوں پر فتنے یوں ڈیرے جمائے ہوتے ہیں گویا اونٹوں کی قیام گاہوں پر (اونٹ بیٹھے) ہوں۔تم ان کی دنیامیں سے جو کچھ بھی پاؤ گے، وہ اس کے برابر تمہارے دین میں سے لے لیں گے''۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور امام بیہقیؒ روایت کرتے ہیں کہ سلمہ بن قیسؒ نے کہا: میں حضرت ابوذرؓ سے ملا تو انہوں نے فرمایا:

''يا سلمة بن قيس! ثلاث فاحفظها: لا تجمع بين الضرائر فإنك لن تعدل ولو حرصت، ولا تعمل على الصدقة، فإن صاحب الصدقة زائد و ناقص، ولا تغش ذات سلطان فإنك لا تصيب من دنياهم شيئاً، إلا أصابوا من دينك أفضل منه''.

''اے سلمہ بن قیس! تین باتیں یاد رکھنا: سوکنوں کو اکٹھا نہ کرنا، اس لیے کہ اگر تم چاہو بھی تو ان کے درمیان عدل نہیں کر سکتے۔صدقے (کا مال جمع کرنے) کی ذمہ داری نہ قبول کرنا اس لیے کہ صدقات (جمع کرنے) والے سے (بالعموم کچھ) کمی، زیادتی ہو ہی جاتی ہے۔اور صاحبِ اقتدار کے پاس نہ رہنا، اس لیے کہ تم ان کی دنیا سے جو بھی حاصل کرو گے وہ تمہارے دین سے اس سے زیادہ لے لیں گے''۔

باب دوم

تابعین، تبع تابعین اور اصحابِ خیر القرون رحمہم اللہ کا اسوہ و اقوال

(اس باب میں وہ روایات بیان کی گئی ہیں جن میں حکمرانوں کے یہاں جانے کی ممانعت کے متعلق تابعین و تبع تابعین اور اصحابِ خیر القرون رحمہم اللہ کا اسوہ و اقوال منقول ہیں۔ تسہیل کی غرض سے یہ تصرف کیا گیا ہے کہ ان روایات کو شخصیات کے عنوانات کے تحت ذکر کیا ہے جبکہ شخصیات کو بترتیب سنِ وفات ذکر کیا ہے۔)

جمہور علمائے سلف اور صلحائے خلف کا مؤقف یہ ہے کہ (باب اول میں مذکورہ) احادیث اور روایات (حکمرانوں کے یہاں جانے کی ممانعت کے) حکم پر مطلقاً دلالت کرتی ہیں، چاہے حکمران خود دعوت دیں یا نہ دیں، اور چاہے دینی امور کے لیے بلائیں یا کسی اور غرض سے بلائیں۔

امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں:

"إن دعوك لتقرأ عليهم: قل هو اللّٰه أحد، فلا تأتهم".

''اگر حکمران تمہیں اس لیے بلائیں کہ تم انہیں ﴿قل هو اللّٰه أحد﴾ پڑھ کر سناؤ تو پھر بھی نہ جانا''۔

(بحوالہ بیہقیؒ)

ذیل میں اسی حوالے سے خیر القرون (یعنی پہلی تین صدیوں) کے تابعین و تبع تابعین کا اسوہ اور ان کے اقوال پیش کئے جاتے ہیں:

حضرت سعیدؒ بن مسیّب (م ۹۴ھ)

ابونعیمؒ نے کتاب الحلیة میں میمونؒ بن مہران سے روایت کیا ہے کہ:

خلیفہ عبداللہ بن عبدالملک بن مروان مدینہ گیا تو اپنے دربان کو حضرت سعیدؒ بن مسیّب کے یہاں بھیجا۔ دربان نے جا کر ان سے کہا: ''امیر المؤمنین کے یہاں تشریف لائیے''۔ آپؒ نے فرمایا: ''امیر المؤمنین کو کیا حاجت پیش آئی ہے؟'' دربان نے جواب دیا: ''تاکہ آپ ان سے گفت وشنید کریں''۔ آپؒ نے فرمایا:

"لست من حداثه".

''میں ان سے گفت وشنید کرنے والوں میں سے نہیں''۔

اس پر دربان واپس چلا گیا اور خلیفہ کو یہ ماجرا سنایا۔ خلیفہ نے (مایوس ہو کر) کہا: ''انہیں چھوڑ دو''۔

ابن عساکرؒ نے روایت نقل کی ہے کہ ابوزنادؒ کے والد نے کہا:

مدینہ کے تمام فقہاء خلیفہ عمرؒ بن عبدالعزیز کے یہاں جاتے تھے ماسوائے سعیدؒ بن مسیّب کے۔ چنانچہ خلیفہ عمرؒ بن عبدالعزیز اس پر راضی تھے کہ ان کے (اور حضرت سعیدؒ بن مسیّب کے) درمیان کوئی

پیغام رساں ہوا اور یہ فرائض میں انجام دیتا تھا۔

حضرت حسن بصریؒ (م۱۱۰ھ)

نعیمؒ بن ہیصم نے اپنے مشہور جزء میں یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؒ کسی حکمران کے در پہ بیٹھے چند قاریوں کے پاس سے گزرے تو ان سے کہا:

"أقرحتم جباهكم، وفرطحتم نعالكم، وجئتم بالعلم تحملونه على رقابكم إلى أبوابهم؟! أما إنكم، لو جلستم في بيوتكم لكان خيرًا لكم. تفرقوا! فرق الله بين أعضائكم".

"تم لوگوں نے اپنی پیشانیوں کو دھوپ میں جھلسایا اور جوتوں کو گھسایا، اور (اتنی مشقت جھیل کر) تم علم کو اپنی گردنوں پر اٹھائے اِن کے دروازوں پر لے آئے ہو؟! سنو! اگر تم اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے تو یہ تمہارے حق میں اس سے کہیں بہتر ہوتا۔ یہاں سے دفع ہو جاؤ، اللہ تمہارا ناس کرے"۔

زجاجیؒ نے اپنی أمالی میں لکھا ہے کہ حضرت حسن بصریؒ (والیٔ کوفہ) عمر بن ہبیرہ کے در سے گزرے جہاں کچھ علماء جمع تھے۔ آپؒ نے سلام کیا اور پھر فرمایا:

"ما لكم جلوسًا قد أحفيتم شواربكم وحلقتم رؤوسكم، وقصرتم أكمامكم، وفلطحتم نعالكم، أما والله! لو زهدتم فيما عندهم، لرغبوا فيما عندكم، ولكنكم رغبتم فيما عندهم، فزهدوا فيما عندكم، فضحتم القراء، فضحكم الله".

"تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اپنی مونچھیں کٹوائے، سر منڈوائے، آستینیں چھوٹی کیے اور جوتے گھسائے بیٹھے ہو! سنو، اللہ کی قسم! ان حکمرانوں کے پاس جو (دنیا کی رنگینی) ہے، اگر تم اس سے کنارہ کشی اختیار کرو گے تو انھیں تمہارے پاس جو (علم) ہے اس میں رغبت پیدا ہو گی۔ لیکن چونکہ تمہارے دلوں میں ان کے مال و دولت کی رغبت ہے، اس لیے وہ تمہارے علم سے لاپرواہ ہیں۔ تم نے علماء کو رسوا کیا، اللہ تمہیں رسوا کرے"۔

ابن نجارؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا:

"إن سرّكم أن تسلموا ويسلم لكم دينكم، فكفوا أيديكم عن دماء المسلمين، وكفوا بطونكم عن أموالهم، وكفوا ألسنتكم عن أعراضهم ولا تجالسوا أهل البدع، ولا تأتوا الملوك فيلبسوا عليكم دينكم".

"اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تم خود بھی سلامت رہو اور تمہارا دین بھی سلامت رہے تو اپنے ہاتھوں کو مسلمانوں کے ناحق خون میں رنگے جانے سے روکو، اپنے پیٹ کو مسلمانوں کا مال کھانے سے روکو، اپنی زبان کو ان کی آبرو ریزی سے روکو، اہلِ بدعت کے ساتھ مت بیٹھا کرو، اور بادشاہوں کے یہاں نہ جایا کرو؛ ورنہ وہ تمہارے دین کو تمہارے لیے مبہم و دشوار کر دیں گے"۔

حضرت ابو حازم سلمہؒ بن دینار (م ۱۴۰ھ)

ابن عساکرؒ روایت کرتے ہیں کہ:

خلیفہ سلیمان بن عبدالملک مدینہ آیا اور تین دن وہاں قیام کیا۔ (اسی دوران) ایک دفعہ کہنے لگا: "یہاں کوئی ایسا شخص ہے جس نے اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہو تو وہ ہمیں کچھ سنائے؟" کہا گیا: "ہاں ایک شخص ہے، اسے ابو حازم کہا جاتا ہے"۔ تو اس نے آپؒ کو بلا بھیجا اور آپؒ آ گئے۔ سلیمان نے آپؒ سے کہا: "اے ابو حازم! ہم سے یہ کیسی دوری ہے کہ مدینے کے تمام بڑے ہمارے ہاں آئے اور آپ نہ آئے!" ابو حازمؒ نے جواب دیا:

"إن الناس لما كانوا على الصواب، كانت الأمراء تحتاج إلى العلماء، وكانت العلماء تفر بدينهم من الأمراء، فلما رأى ذلك قوم من أذلة الناس تعلموا العلم وأتوا به إلى الأمراء فاستغنت به عن العلماء، واجتمع القوم على المعصية فسقطوا أو تعسوا أو تنسكوا، ولو كان علماؤنا هؤلاء يصونون علمهم، لم تزل الأمراء تهابهم".

"جب تک لوگ راہِ راست پر تھے تو فرمانروا علماء کے محتاج ہوتے تھے، جبکہ علماء اپنے دین کی حفاظت کی خاطر ان سے دور بھاگتے تھے۔ پس جب قوم کے کچھ ذلیل لوگوں نے یہ دیکھا تو انہوں نے علم حاصل کیا اور پھر فرمانرواؤں کے در پہ گئے۔ فرمانروا ان کی وجہ سے حقیقی علماء سے مستغنی ہو گئے۔ اور اس طرح یہ لوگ گناہ پر اکٹھے ہوئے تو انحطاط کا شکار ہوئے یا بدبخت

ہو گئے، یا محض ظاہری شعائر اختیار کر لئے۔ اگر ہمارے یہ علماء اپنے علم کی حفاظت کرتے تو اب بھی حکمرانوں پر ان کی ہیبت قائم ہوتی''۔

بیہقیؒ اور ابن عساکرؒ نے روایت کیا ہے کہ:

زہریؒ نے خلیفہ سلیمان یا ہشام سے کہا: ''آپ ابو حازم سے پوچھتے نہیں کہ انہوں نے علماء کے بارے میں کیا کہا ہے؟'' (چنانچہ) اس نے ابو حازمؒ سے پوچھا: ''آپ نے علماء کے بارے میں کیا کہا ہے؟'' ابو حازمؒ نے فرمایا:

''وما عسيت أن أقول في العلماء إلا خيراً، إني أدركت العلماء وقد استغنوا بعلمهم عن أهل الدنيا، ولم تستغن أهل الدنيا بدنياهم عن علمهم فلما رأى ذلك هذا وأصحابه تعلموا العلم فلم يستغنوا به واستغنى أهل الدنيا بدنياهم عن علمهم. فلما رأوا ذلك، قذفوا بعلمهم إلى أهل الدنيا ولم ينلهم أهل الدنيا من دنياهم شيئاً، إن هذا وأصحابه ليسوا علماء، إنما هم رواة''.

''میں علماء کے بارے میں خیر کے سوا کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں نے حقیقی علماء کو پایا تھا، وہ اپنے علم کی بدولت اہلِ دنیا سے مستغنی تھے، جبکہ اہلِ دنیا اپنی دنیا کی خاطر ان کے علم سے مستغنی نہ ہو پاتے تھے۔ جب یہ ماجرا اس نے اور اس کے ساتھیوں نے دیکھا تو انہوں نے علم سیکھا، لیکن یہ اپنے علم کی بدولت اہلِ دنیا سے مستغنی نہیں ہوئے، جبکہ اہلِ دنیا اپنی دنیا کی خاطر (یعنی دنیا ہی پر راضی ہو کر) ان کے علم سے مستغنی ہو گئے۔ پس جب انہوں نے یہ حال دیکھا تو اپنے علم کو اہلِ دنیا کے سامنے پیش کر دیا جبکہ اہلِ دنیا نے اپنی دنیا میں سے انہیں کچھ نہ دیا۔ بلاشبہ یہ اور اس کے ساتھی علماء نہیں، محض راوی ہیں''۔

ابو نعیمؒ اور ابن عساکرؒ نے روایت کیا ہے کہ:

کسی حکمران نے ابو حازمؒ کو بلایا تو وہ چلے گئے جبکہ اس حکمران کے پاس اِفریقیؒ، زہریؒ اور کئی دیگر علماء بھی موجود تھے۔ حکمران نے کہا: ''اے ابو حازم! کچھ فرمائیں''۔ ابو حازمؒ نے فرمایا:

''إن خير الأمراء من أحب العلماء، وإن شر العلماء من أحب الأمراء. وكانوا فيما مضى إذا بعث الأمراء إلى العلماء لم يأتوهم، وإذا سألوهم لم يرخصوا

لهـم و كان الأمراء يأتون العلماء في بيوتهم فيسألونهم، وكان في ذلك صلاح لـلأمـراء وصلاح للعلماء. فلما رأى ذلك ناس من الناس، قالوا: ما لنا لا نطلب الـعـلـم حتـى نـكـون مثل هؤلاء وطلبوا العلم فأتوا الأمراء فحدثوهم فرخصوا لهم فخربت العلماء على الأمراء، وخربت الأمراء على العلماء".

''حکمرانوں میں سے بہترین وہ ہے جو علماء سے محبت کرے اور علماء میں سے بدترین وہ ہے جو حکمرانوں سے محبت کرے۔ گزرے زمانے میں جب حکمران علماء کو بلاتے تھے تو وہ نہیں آتے تھے، اور جب وہ ان سے مسئلہ پوچھتے تھے تو علماء انہیں رخصت نہ دیتے تھے۔ حکمران علماء کے یہاں ان کے گھر تک جا کر ان سے مسئلہ دریافت کرتے تھے۔ اس میں حکمرانوں کی بھی خیر تھی اور علماء کی بھی۔ جب یہ حال کچھ لوگوں نے دیکھا تو کہا: بھلا ہم کیوں نہ علم حاصل کریں تا کہ ہم بھی ان کی طرح ہو جائیں۔ پس انہوں نے علم حاصل کیا اور حکمرانوں کے پاس جا پہنچے۔ پھر انہیں علم سنایا اور ان کو رخصتیں دیتے گئے۔ اس طرح علماء نے حکمرانوں کو برباد کیا اور حکمرانوں نے علماء کو''۔

ابن عساکرؒ روایت کرتے ہیں کہ خلیفہ سلیمان بن ہشام نے ابو حازمؒ کی طرف پیغام بھیجا۔ (جب وہ آ گئے) تو ان سے کہا: ''فرمائیے!'' انہوں نے کہا:

"ما لـي من حاجة أتكلم بها، ولولا اتقاء شركم ما جئتكم، لقد أتى علينا زمان وإنـمـا الأمـراء تـطلب العلماء فتأخذ مما في أيديهم فتنتفع به، فكان في ذلك صـلاح لـلـفريقين جميعًا، فطلبت اليوم العلماء الأمراء وركنوا إليهم واشتهوا ما في أيديهم، فقالت الأمراء ما طلب هؤلاء ما في أيدينا حتى كان ما في أيدينا خيرًا مما في أيديهم، فكان في ذلك فساد للفريقين كليهما".

''مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں کہ میں کچھ کہوں، اور اگر مجھے آپ کے شر کا خوف نہ ہوتا تو میں کبھی نہ آتا۔ (افسوس! کہ) ہم پر ایسا زمانہ آ چکا ہے، وگرنہ اصلاً تو حکمرانوں کو علماء کے یہاں جا کر ان کے علم سے استفادہ کرنا چاہیے، اسی میں دونوں فریقین کی بھلائی ہے۔ جبکہ آج کل علماء حکمرانوں کی طلب میں رہتے ہیں، ان کے یہاں جا بیٹھتے ہیں اور ان کے مال و دولت کی لالچ

کرتے ہیں، اور اس میں دونوں ہی فریقین کی بربادی ہے''۔

یہ سن کر سلیمان بن ہشام نے کہا: ''آپ نے سچ فرمایا''۔

ابن عساکرؒ نے اور بیہقیؒ نے **الزھد** میں سفیانؒ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا:

کسی حکمران نے ابو حازمؒ کو کہا: ''اپنی حاجت بیان کرو''۔ آپؒ نے فرمایا:

''هيهات هيهات! رفعتها إلى من لا تختزن الحوائج دونه، فما أعطاني منها قنعت، وما زوى عني منها رضيت، كان العلماء فيما مضى يطلبهم السلطان وهم يفرون منه، وإن العلماء اليوم طلبوا العلم حتى إذا جمعوه بحذافيره، أتوا به أبواب السلاطين، والسلاطين يفرون منهم، وهم يطلبونهم''.

''یہ کیسے ہوسکتا ہے، ہرگز نہیں! میں نے اپنی حاجت اس ذات سے طلب کی ہے جس کے یہاں سے حاجات پوری ہوتی ہیں۔ پس جو کچھ اس نے مجھے عطا کیا میں نے اس پر قناعت اختیار کی اور جو اس نے روک لیا میں اس پر راضی ہوا۔ گزرے زمانے میں حاکم علماء کو طلب کرتا تھا اور وہ اس سے بھاگتے پھرتے تھے۔ جبکہ آج کے علماء نے علم حاصل کیا اور جب اسے پورا پورا جمع کرلیا تو حکام کے دروازوں پر لے گئے۔ پس حکام ان سے بھاگتے پھرتے ہیں اور یہ ان کی طلب میں لگے رہتے ہیں''۔

ابن ابو الدنیاؒ، خرائطیؒ اور ابن عساکرؒ روایت کرتے ہیں کہ:

بنی امیہ کے کسی حکمران نے حضرت ابو حازمؒ کو لکھ بھیجا کہ وہ اپنی حاجات اس کے سامنے پیش کریں۔ ابو حازمؒ نے جواب میں لکھا:

''أما بعد فقد جاءني كتابك بعزم أن ترفع حوائجي إليك وهيهات، رفعت حوائجي إلى مولاي فما أعطاني منها قبلت، وما أمسك عني منها رضيت''.

''اما بعد، مجھے تمہارا مکتوب موصول ہوا کہ میں اپنی حاجات تمہارے سامنے پیش کروں۔ مگر کیونکر! میں نے تو اپنی حاجات اپنے مولا کے سامنے پیش کیں؛ پس ان میں سے جو چیز بھی اس نے مجھے دی، میں نے قبول کرلی اور جس چیز کو اس نے روک لیا، میں اس پر راضی رہا''۔

حضرت یزید بن میسرہؒ (دوسری صدی ہجری)

ابن عساکرؒ امام اوزاعیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ:

عطاءؒ خراسانی خلیفہ ہشام بن عبدالملک سے ملنے آئے تو مکحولؒ کے یہاں ٹھہرے۔ عطاءؒ نے مکحولؒ سے کہا: ''یہاں کوئی وعظ کرنے والا ہے جو ہمیں ہلا ڈالے (یعنی ہمیں ایسی نصیحت کرے جس سے ہمارے دل لرز اٹھیں)؟'' انہوں نے کہا: ''ہاں، یزید بن میسرہؒ ہے''۔ چنانچہ وہ دونوں اس کے یہاں گئے۔ عطاءؒ نے کہا: ''ہمیں جھنجوڑ ڈالیے، اللہ آپ پر رحم فرمائے!'' یزید بن میسرہؒ نے فرمایا:

''نعم، کانت العلماء إذا علموا عملوا، فإذا عملوا شغلوا، فإذا شغلوا فقدوا، فإذا فقدوا طلبوا، فإذا طلبوا هربوا''.

''ضرور! (پس سنو!) علماء جب علم حاصل کر لیتے تھے تو اس پر عمل کرتے تھے، اور جب عمل کرتے تھے تو مشغول ہو جاتے تھے، اور جب مشغول ہو جاتے تو گم ہو جاتے تھے، اور جب گم ہو جاتے تو انہیں ڈھونڈا جاتا تھا، اور جب انہیں ڈھونڈا جاتا تو وہ بھاگ نکلتے تھے''۔

عطاءؒ نے کہا: ''دوبارہ دہرائیے''۔ آپؒ نے دوبارہ دہرایا۔ اس پر عطاءؒ خلیفہ ہشام سے ملاقات کئے بغیر واپس لوٹ گئے۔

حضرت وھیب بن وردؒ (م۱۵۳ھ)

ابونعیمؒ نے **الحلیة** میں حضرت وھیب بن وردؒ سے روایت کیا ہے کہ آپؒ نے کہا:

''بلغنا أن العلماء ثلاث، فعالم یتعلمه للسلاطین، وعالم یتعلمه لینفذ به عند التجار، وعالم یتعلمه لنفسه، لا یرید به إلا أنه یخاف أن یعمل بغیر علم، فیکون ما یفسد أکثر مما یصلح''.

''ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ علماء تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک وہ عالم جو حکمرانوں کے لیے علم سیکھتا ہے۔ دوسرا وہ جو تاجروں کے ہاں قدم جمانے کے لیے علم سیکھتا ہے۔ اور تیسرا وہ جو اپنے لیے علم حاصل کرتا ہے، علم حاصل کرنے سے اس کا مقصود اس کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا کہ وہ علم کے بغیر عمل کرنے سے ڈرتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اصلاح سے زیادہ فساد کا موجب بن جائے''۔

حضرت سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ)

ابن باکویہ شیرازیؒ کتاب أخبار الصوفیه میں ذکر کرتے ہیں کہ:

ہم مکہ میں حضرت سفیان ثوریؒ کے ساتھ تھے۔ اس دوران کوفہ سے ان کے اہل وعیال کا خط آیا کہ ''ہماری کسمپرسی کی حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ہم گٹھلیاں تل کر کھا رہے ہیں''۔ اس پر حضرت سفیانؒ رو پڑے۔ (یہ حال دیکھ کر) ان کے بعض ساتھیوں نے کہا: ''اے ابوعبداللہ! اگر تم فرمانروا کے پاس چلے جاؤ تو جو تم چاہوگے، وہ مل جائے گا''۔ سفیانؒ نے فرمایا:

''واللّٰه لا أسأل الدنيا من يملكها، فكيف أسألها من لا يملكها''.

''اللہ کی قسم! میں تو دنیا اس سے نہیں طلب کرتا جو اس کا مالک ہے (یعنی اللہ تعالیٰ سے)، تو میں اس سے کیسے مانگوں جو اس کا مالک ہی نہیں''۔

عبدالواحدؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوریؒ فرمایا کرتے تھے:

''تعززوا على أبناء الدنيا بترك السلام عليهم''.

''دنیاداروں کو سلام نہ کر کے ان کے سامنے اپنی عزت قائم رکھو''۔

ابوالعلاءؒ روایت کرتے ہیں کہ صالح بن خلیفہ کوفی نے حضرت سفیان ثوریؒ کو کہتے ہوئے سنا:

''إن فجار القراء اتخذوا سلّمًا إلى الدنيا فقالوا: ندخل على الأمراء نفرج عن مكروب ونكلم فى محبوس''.

''فاجر علماء نے دنیا تک (رسائی کے لیے) ایک بہانہ ڈھونڈ لیا ہے اور کہتے ہیں: ہم حکمرانوں کے یہاں جائیں گے تاکہ کسی مصیبت زدہ کو نجات دلائیں اور کسی قیدی کی سفارش کریں''۔

ابوعلی آمدیؒ نے اپنی تعلیق میں کہا ہے کہ عمارؒ بن سیف نے سفیان ثوریؒ کو کہتے ہوئے سنا:

''النظر إلى السلطان خطيئة''.

''حکمران کی طرف دیکھنا (بھی) ایک گناہ ہے''۔

ابن نجارؒ نے اپنی تاریخ میں سفیان ثوریؒ سے روایت کیا ہے کہ آپؒ نے فرمایا:

''ما زال العلم عزيزًا، حتى حمل إلى أبواب الملوك فأخذوا عليه أجرًا، فنزع اللّٰه الحلاوة من قلوبهم ومنعهم العمل به''.

''علم اس وقت تک معزز تھا جب تک اسے بادشاہوں کے دروازوں پر نہ لے جایا گیا اور اس پر لوگ اجرت نہ لینے لگے۔ پس جب ایسا کیا گیا تو اللہ نے ان کے (یعنی ایسے اہلِ علم کے) دلوں سے حلاوتِ ایمانی اٹھالی اور انہیں اس پر عمل کرنے سے روک دیا''۔

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ (م۱۶۲ھ)

علامہ مزیؒ نے **تھذیب الکمال** میں رشدین بن سعد سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے حضرت ابراہیم ابن ادہمؒ کو یہ کہتے سنا کہ:

''آخری زمانے میں سب سے کمیاب (نادرالوجود) چیزیں تین ہوں گی:

......وہ دینی بھائی جس کی اقتداء کی جائے۔

......وہ درہم جو حلال کی کمائی سے ہو۔

......اور حکمرانوں کے سامنے کلمۂ حق''۔

حضرت حماد بن سلمہؒ (م۱۶۷ھ)

خطیبؒ اور ابن عساکرؒ نے مقاتلؒ بن صالح خراسانی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا:

میں حضرت حماد بن سلمہؒ کے یہاں گیا۔ میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ دروازے پر کسی نے دستک دی۔ حمادؒ نے کہا: ''اے بیٹی! جاؤ اور دیکھو کہ کون ہے''۔ بچی نے کہا: ''محمد بن سلیمان ہاشمی کا قاصد ہے''، جو کہ بصرہ اور کوفہ کا والی تھا۔ آپؒ نے کہا: ''اسے کہو کہ اکیلا داخل ہو''۔ سو وہ داخل ہوا، سلام کیا اور خط تھمایا، اور کہا: ''اسے پڑھ لیجیے''۔ اس خط میں تحریر تھا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سلیمان کی جانب سے حماد بن سلمہ کے لئے۔ اما بعد! اللہ آپ پر اس طرح عافیت کے ساتھ صبح کرے جس طرح وہ اپنے اولیاء اور اطاعت گزاروں پر کرتا ہے۔ ہمیں ایک مسئلہ درپیش ہے تو آپ تشریف لائیے تا کہ ہم آپ سے پوچھ سکیں''۔ حمادؒ نے کہا: ''اے بیٹی! جلدی سے دوات لاؤ''۔ پھر مجھے فرمایا: ''اس خط کی پشت کرنا'' اور لکھا:

''أما بعد، فقد صبحك اللّٰه بما صبح به أولياء ه وأهل طاعته، إنا أدركنا العلماء وهم لا يأتون أحدا، فإن وقعت مسألة فأتنا فاسألنا عما بدا لك! وإن أتيتني، فلا تـأتـني إلا وحدك، ولا تأتني بخيلك ورجلك، فلا أنصحك ولا أنصح نفسي، والسلام''.

''اما بعد! تجھ پر بھی اللہ اسی طرح عافیت کے ساتھ صبح کرے جس طرح وہ اپنے اولیاء اور اطاعت گزاروں پر کرتا ہے۔ ہم نے علماء کے ساتھ وقت گزارا ہے اور یہی دیکھا ہے کہ وہ کسی کے پاس خود چل کر نہیں جاتے تھے۔ اب اگر کوئی مسئلہ آپ کو درپیش ہے تو خود آیئے اور جو چاہتے ہیں، پوچھ لیجیے۔ اور جب آپ تشریف لائیں تو اکیلے ہی آیئے گا، نہ اپنے پیادوں کو ساتھ لایئے گا نہ گھڑسواروں کو۔ اور اگر میں یہ نہ کہتا تو میں آپ سے اور اپنے آپ سے مخلص نہ ہوتا، والسلام''۔

ابھی میں انھی کے یہاں بیٹھا ہوا تھا کہ دستک دینے والے نے دوبارہ دستک دی۔ آپؒ نے کہا: ''اے بیٹی! جاؤ اور دیکھو کہ کون ہے''۔ اس نے کہا: ''محمد بن سلیمان ہے''۔ فرمایا: ''انہیں کہو کہ اکیلے داخل ہوں''۔ وہ داخل ہوا اور سلام کیا، اور ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا: ''ایسا کیوں ہے کہ جب بھی میں آپ کی طرف دیکھتا ہوں تو خوف طاری ہوجاتا ہے!'' حمادؒ نے فرمایا: ''میں نے ثابت بنانیؒ سے اور انہوں نے انس بن مالکؓ سے سنا؛ وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''**إن العالم إذا أراد بعلمه وجه الله هابه كل شيء، وإذا أراد به أن يكثر به الكنوز، هاب من كل شيء**''.

''اگر عالم اللہ کی رضا کی خاطر علم حاصل کرے تو ہر چیز اس سے ڈرتی ہے۔ اور اگر وہ یہ چاہے کہ اس علم سے دنیاوی خزانے بڑھ جائیں تو وہ ہر چیز سے ڈرتا ہے''۔

امام بخاریؒ اپنی تاریخ میں آدمؒ بن ابو اِیاس سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں نے دیکھا کہ حضرت حماد بن سلمہؒ کو حاکمِ وقت نے بلایا، تو آپؒ نے (اس کے جواب میں) فرمایا:

''**أذهب إلى هؤلاء، لا والله! لا فعلت**''.

''کیا میں ان لوگوں کے یہاں جاؤں؟!! نہیں، اللہ کی قسم! میں ہرگز ایسا نہ کروں گا''۔

خطیب بغدادیؒ نے بھی حماد بن سلمہؒ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ: کسی خلیفہ نے آپؒ کے یہاں پیغامبر کو اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ ''ہمیں مسئلہ درپیش ہے، آپ

ہمارے یہاں آیئے تا کہ ہم آپ سے دریافت کرسکیں''۔ آپؒ نے پیغامبر کو کہا:

''**قـل لـه: إنا أدركنا أقوامًا لا يأتونا أحدًا لما بلغهم من الحديث، فإن كانت لك مسألة فاكتبها في رقعة نكتب لك جوابها**''.

''ان سے کہہ دینا کہ ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو کسی (حاکم) کے یہاں اس لیے نہ جاتے تھے کہ انہیں (اس کی ممانعت والی) احادیث پہنچ چکی تھیں۔ لہٰذا اب اگر آپ کو کوئی مسئلہ درپیش ہے تو ہمیں رقعہ لکھ دیجیے، ہم اس کا جواب لکھ بھیجیں گے''۔

امام مالک بن انسؒ (م۱۷۹ھ)

ابوالحسنؒ بن فہر اپنی کتاب **فضائل مالك**ؒ میں یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ:

خلیفہ ہارون الرشید مدینہ آیا تو اس نے (اپنے معلم اور وزیر) برمکی کو امام مالکؒ کے یہاں یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ''جس کتاب کی تالیف آپ نے کی ہے، وہ میرے پاس لایئے تا کہ میں آپ سے سنوں''۔ امام مالکؒ نے برمکی کو جواباً فرمایا:

''**أقرئه السلام وقل له: إن العلم يزار ولا يزور**''.

''انہیں میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ علم کی زیارت خود کی جاتی ہے، وہ کسی کی زیارت نہیں کرتا''۔

برمکی ہارون الرشید کے پاس واپس آیا اور کہا: ''اے امیر المؤمنین! اہلِ عراق تک یہ خبر پہنچ جائے گی کہ آپ نے امام مالکؒ کے پاس کسی کام سے قاصد کو بھیجا جبکہ انہوں نے آپ کی بات نہ مانی! پس آپ اتنا اصرار کریں کہ وہ خود آپ کے پاس چلے آئیں''۔ اس پر خلیفہ نے پھر سے پیغامبر بھیجا تو امام مالکؒ نے فرمایا:

''**قل له يا أمير المؤمنين! لا تكن أول من وضع العلم فيضيعك الله**''.

''ان سے کہو: اے امیر المؤمنین! آپ علم کا مقام گھٹانے والے پہلے شخص نہ بنیں، ایسا نہ ہو کہ اللہ آپ کو ضائع کر دے''۔

خطیب بغدادیؒ نے امام مالکؒ بن انس کا قول نقل کیا ہے کہ آپؒ نے فرمایا:

''**أدركت بضعة عشر رجلاً من التابعين يقولون لا تأتوهم، ولا تأمروهم، يعني**

السلطان".

"میں دس سے زائد ایسے تابعین سے ملا ہوں جو کہتے تھے: نہ تو تم ان حکمرانوں کے یہاں جانا اور نہ ہی (نیکی کا) حکم کرنے کے لئے ان سے میل جول رکھنا"۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ (م ۱۸۱ھ)

ابونعیمؒ روایت کرتے ہیں کہ ابوصالح انطاکیؒ نے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"من بخل بالعلم ابتلي بثلاث: إما بموت فيذهب علمه، وإما ينسى، وإما يلزم السلطان فيذهب علمه".

"جو علم کے معاملے میں بخل کرتا ہے، اسے تین میں سے کسی ایک مصیبت میں مبتلا کر دیا جاتا ہے؛ یا تو اسے موت (آلیتی ہے) جس سے اس کا علم (اس کے ساتھ ہی دنیا سے) رخصت ہو جاتا ہے، یا وہ (حاصل شدہ علم) بھول جاتا ہے، اور یا وہ حکمرانوں سے میل ملاپ رکھتا ہے اور اس طرح اس کا علم جاتا رہتا ہے"۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ (م ۱۸۷ھ)

ابن باکویہؒ نے حضرت فضیل بن عیاضؒ سے روایت کیا کہ آپؒ نے فرمایا:

"لو أن أهل العلم أكرموا على أنفسهم وشحوا على دينهم، وأعزوا العلم وصانوه، وأنزلوه حيث أنزله الله، لخضعت لهم رقاب الجبابرة وانقاد لهم الناس، واشتغلوا بما يعنيهم، وعز الإسلام وأهله، لكنهم استذلوا أنفسهم ولم يبالوا بما نقص من دينهم إذا سلمت لهم دنياهم، وبذلوا علمهم لأبناء الدنيا ليصيبوا ما فى أيديهم، فذلوا وهانوا على الناس".

"اگر اہلِ علم اپنی عزت برقرار رکھتے، اپنے دین کی حفاظت پر حریص ہوتے، علم کو عزت بخشتے، اس کی حفاظت کرتے، اور اسے وہی مقام دیتے جو اللہ نے دیا ہے تو ضرور جابروں کی گردنیں ان کے زیرِ دست ہو جاتیں، لوگ ان کی پیروی کرنے لگتے اور اپنے کام سے کام رکھتے، اور اسلام واہلِ اسلام باعزت رہتے۔ لیکن انہوں نے خود کو ذلیل کیا اور اپنی دنیا بچانے کی خاطر اپنے دین میں کمی کی پرواہ نہ کی۔ انہوں نے اپنا علم دنیا داروں کو خوش کرنے میں لگایا تا کہ اُن

کے ہاتھ میں جو (مال ودولت) ہے، وہ حاصل کر سکیں ۔اس طرح وہ ذلیل ہوئے اور لوگوں کی نظروں میں گر گئے''۔

بیہقیؒ نے فضیل بن عیاضؒ کا یہ قول روایت کیا ہے کہ:

''إن آفة القراء العجب، واحذروا أبواب الملوك فإنها تزيل النعم''.

''علماء پر آنے والی سب سے بڑی آفت خود پسندی ہے۔ اور بادشاہوں کے دروازوں (پر جانے) سے بچو کیونکہ ایسا کرنے سے نعمتیں چھن جاتی ہیں''۔

پوچھا گیا: ''وہ کیسے؟'' فرمایا:

''الرجل يكون عليه من الله نعمة ليست له إلى خلق حاجة فإذا دخل إلى هؤلاء فرأى ما بسط لهم في الدور والخدم، إستصغر ما هو فيه من خير ثم تزول النعم''.

''ایک شخص اللہ کی نعمتوں میں گھرا ہوتا ہے اور اسے مخلوق کی کوئی حاجت نہیں ہوتی، مگر جب وہ بادشاہوں کے یہاں جاتا ہے اور ان کے گھروں کی آرائشوں اور ان کے ملازموں کو دیکھتا ہے تو اپنی حالت کو کمتر گرداننے لگتا ہے۔ نتیجتاً اس کو عطا کردہ نعمتیں بھی اس سے چھین لی جاتی ہیں''۔

حضرت ابوعبید قاسم بن سلامؒ (م ۲۲۴ھ)

آمدیؒ ابوالعباسؒ سے یہ واقعہ روایت کرتے ہیں کہ:

طاہر بن عبداللہ بن طاہر (والیٔ خراسان کا بیٹا) خراسان سے حج کرنے آیا جبکہ اس کے والد ابھی زندہ تھے۔ وہ آ کر اسحٰق بن ابراہیم کے گھر ٹھہرا۔ سو اسحٰق نے علماء کو بلا بھیجا اور جمع ہونے کو کہا تا کہ طاہر انہیں دیکھ سکے اور ان سے پڑھ سکے۔ چنانچہ صاحبانِ حدیث وفقہ حاضر ہوئے، ابنِ اعرابیؒ اور اصمعیؒ کے دوست ابو نصرؒ بھی آ گئے۔ ابوعبید قاسم بن سلامؒ کو بھی بلایا گیا مگر انھوں نے آنے سے انکار کیا، اور کہا:

''العلم يُقصد''.

''علم کی طرف خود جایا جاتا ہے''۔

اسحٰق کو ان کی اس بات پر تیش آ گیا۔ اور (والیٔ خراسان) عبداللہ بن طاہر نے ابوعبیدؒ کے لیے ماہانہ دو ہزار درہم کا جو وظیفہ مقرر کیا تھا، وہ اسحٰق نے روک دیا، ان کا رزق بند کر دیا اور ساتھ ہی (والی) عبداللہ کو

پورا ماجرا لکھ بھیجا۔ جواب میں عبداللہ بن طاہر نے لکھا: ''ابو عبید نے سچ کہا ہے۔ اس کے اِس کردار کی بدولت میں اس کا وظیفہ دگنا کرتا ہوں''۔ اس پر اسحٰق نے ان کا حصہ انھیں دے دیا اور جوان کا حق بنتا تھا، وہ انھیں واپس کر دیا۔

حضرت بشر بن حارث الحافیؒ (م ۲۲۷ھ)

عبدالواحدؒ بن بکر نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ:

حضرت بشر بن حارثؒ کے یہاں ایک شخص آیا اور آپ سے کہنے لگا: ''اے میرے آقا! حاکم صلحاء کو طلب کرتے ہیں، کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ (جب مجھے بلایا جائے تو) میں چھپ جاؤں؟ بشرؒ نے (تنبیہاً) کہا:

''جز من بين يدي، لا يجوز حمار الشوك فيطرحك علينا''.

''میرے سامنے سے چلے جاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ زور آور گدھا تمہارے پاس سے گزرے تو وہ تمہیں مجھ پر گرا ڈالے''۔

ابن نجارؒ نے اپنی تاریخ میں مفلح بن اسودؒ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا:

خلیفہ مامون نے (اپنے قاضی اور وزیر) یحییٰ بن اکثم سے کہا: ''مجھے بشر بن حارث سے ملنے کی خواہش ہے''۔ اس نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! اگر آپ کی یہ خواہش ہے تو ہم رات تک بشر کے پاس پہنچ جائیں گے۔ پھر وہ دونوں اسی وقت سوار ہوئے۔ یحییٰ نے پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ بشرؒ نے پوچھا: ''کون ہے؟'' اس نے کہا: ''وہ کہ جس کی اطاعت تم پر واجب ہے''۔ بشرؒ نے فرمایا: ''تم کیا چاہتے ہو؟'' مامون نے کہا: ''میں آپ سے ملاقات کا خواہشمند ہوں''۔ بشر نے کہا: ''برضا ورغبت یا باکراہ وجبر''۔ یہ سنتے ہی مامون سمجھ گیا (کہ بشر الحافیؒ ملاقات کے لئے راضی نہ ہوں گے) چنانچہ یحییٰ سے کہنے لگا: ''سوار ہو جاؤ اور کسی ایسے شخص کے پاس چلو جو ہمیں عشاء کی نماز پڑھائے''۔ پس وہ ایک جگہ پہنچ کر نماز ادا کرنے داخل ہوئے تو انہیں امام کی قرأت پسند آئی۔ اگلی صبح مامون نے اس امام کو بلا بھیجا۔ وہ شخص آیا تو اس کے ساتھ مامون فقہ میں بحث مباحثہ کرنے لگا جبکہ وہ شخص اس کی مخالفت کرتا رہا اور کہتا رہا: ''اس مسئلے میں تو حکم اس کے برخلاف ہے''۔ اس پر مامون کو غصہ آ گیا۔ جب ان کے درمیان اختلافات بڑھ گئے تو مامون نے کہا: ''مجھے لگتا ہے کہ تو اپنے ساتھیوں کے پاس جائے گا اور ان سے کہے گا کہ میں نے امیر

المؤمنین کو غلط کر دکھایا''۔ اس نے کہا:

''**واللّٰہ یا أمیر المؤمنین! إني لأستحي من أصحابي أن یعلموا أني جئتك**''.

''اے امیر المؤمنین! مجھے تو اپنے ساتھیوں سے شرم آئے گی اگر ان کو یہ معلوم ہو گیا کہ میں آپ کے یہاں آیا تھا''۔

مامون نے کہا: ''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں کہ جس نے میری رعیت میں ایسے لوگ بھی پیدا کئے جو میرے یہاں آنے سے شرماتے ہیں''۔ اور پھر مامون اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ یہ شخص (محدث اور حافظ) ابراہیم بن اسحٰق حربیؒ (م۲۵۸ھ) تھے۔

بیہقیؒ نے **شعب الإیمان** میں لکھا ہے کہ بشر الحافیؒ نے فرمایا:

''**ما أقبح أن یطلب العالم، فیقال: ھو بباب الأمیر**''.

''کتنی قبیح بات ہے کہ جب کسی عالم کے بارے میں پوچھا جائے تو جواب یہ ملے کہ وہ حکمران کے در پر ہے''۔

امام احمد بن حنبلؒ (م۲۴۱ھ)

علامہ مزیؒ نے اپنی کتاب **تھذیب الکمال** میں امام بخاریؒ کے استاد حضرت ابو یحییٰ احمد بن عبدالملک الحرانیؒ کی سوانح میں ذکر کیا ہے کہ:

ابو حسن میمونیؒ نے کہا: میں نے (حضرت ابو یحییٰ کے بارے میں) امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: ''وہ ہمارے درمیان رہے، میں نے انہیں ایک سمجھ دار آدمی پایا اور ان میں کوئی قابلِ اعتراض چیز نہ دیکھی۔ انھیں احادیث زبانی یاد ہوتی تھیں۔ میں نے ان میں بھلائی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا''۔ میں نے کہا: میں نے بعض لوگوں کو ان پر تنقید کرتے سنا ہے (اس کا کیا سبب ہے)؟ انھوں نے جواب دیا: ''ہاں! وہ اپنی کسی جائیداد کی خاطر حکمران کے یہاں جایا کرتے تھے (اس وجہ سے ان پر تنقید کی جاتی ہے)''۔

احمدؒ بن ابوالحواری (م۲۴۶ھ)

عبداللہ بن محمدؒ نے ابن حسانؒ سے روایت کیا ہے کہ:

احمدؒ بن ابوالحواری نے خلیفہ ابو سلیمان سے کہا: ''تو علماء کی مخالفت کرتا ہے؟'' اس پر وہ غضبناک ہو گیا

اور کہنے لگا:

"أرأيت عالمًا يأتي باب السلطان فيأخذ دراهمهم؟"

"تو نے کسی ایسے عالم کو دیکھا ہے جو حکمرانوں کے در پر آتا ہو اور ان سے درہم ودینار لیتا ہو؟"

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ (م ۲۵۶ھ)

غنجارؒ اپنی تاریخ میں ابن منیرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ:

شہر بخارا کے فرمانروا نے امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ کے یہاں پیغام بھیجا کہ "آپ اپنی کتاب **الجامع** (یعنی صحیح بخاری) اور التاریخ میرے پاس لائیے تاکہ میں آپ سے سن سکوں۔ امام بخاریؒ نے اس کے قاصد کو کہا:

"قل له: أنا لا أذل العلم، ولا آتي أبواب السلاطين فإن كانت لك حاجة إلى شيء منه، فلتحضرني في مسجدي أو في داري".

"ان سے کہنا کہ میں علم کی تذلیل نہیں کرتا، اور نہ ہی حکمرانوں کے دروازوں پر جاتا ہوں۔ اگر آپ کو ان میں سے کسی چیز کی ضرورت درپیش ہے تو میری مسجد یا میرے گھر خود حاضر ہو جائیں"۔

بابِ سوم

سلفِ صالحین اور متاخرین علمائے امت کے فرمودات

(اس باب میں سلفِ صالحین اور متاخرین علمائے امت کی تحریرات، فرمودات اور واقعات پیشِ خدمت ہیں۔ تسہیل کی غرض سے یہاں بھی عنوانات کا اضافہ کیا گیا ہے۔)

امام ابوحامد غزالیؒ (م ۵۰۵ھ)

امام غزالیؒ نے اپنی کتاب **إحياء علوم الدين** میں حکمرانوں سے قربت رکھنے اور ان کی مجالس میں شرکت کرنے کے بارے میں ایک باب باندھا ہے جس میں آپؒ لکھتے ہیں:

''حکمران اور اس کے کارندوں کے ساتھ تمہارا تین قسم کا معاملہ ہوسکتا ہے:

...... پہلا، اور سب سے برا یہ کہ تم ان کے یہاں جایا کرو،

......دوسرا، جس کی برائی پہلے سے کم ہے کہ وہ تمہارے یہاں آیا کریں، اور

......تیسرا، جو کہ سب سے محفوظ ہے کہ تم ان سے کنارہ کشی اختیار کرلو۔ نہ تم انہیں دیکھو نہ وہ تمہیں دیکھیں۔

پہلا معاملہ، یعنی خود ان کے یہاں جانا، شریعت میں نہایت قابلِ مذمت ہے۔ اس بابت احادیث و روایات میں بہت سختی اور شدت برتی گئی ہے۔ یہاں ہم ان میں سے بعض روایات نقل کررہے ہیں تاکہ آپ کو اندازہ ہوسکے کہ شریعت میں اس فعل کی کس قدر مذمت کی گئی ہے۔ اس کے بعد ہم فقہی پہلو سے جائزہ لیں گے کہ حکمرانوں کے یہاں جانے میں کون سے امور حرام ہیں، کون سے مکروہ اور کون سے جائز۔

[اس کے بعد آپؒ نے بہت سی احادیث اور روایات نقل کیں جن کا ہم پہلے ہی ذکر کرچکے ہیں۔ البتہ ان میں سے وہ روایات جن کا پہلے ذکر نہیں گزرا وہ حسبِ ذیل ہیں:]

حضرت سفیانؒ نے فرمایا:

''في جهنم واد لا يسكنه إلا القراء الزوارون للملوك''.

''جہنم میں ایک وادی ہے جس میں صرف ایسے قاری ہوں گے جو بادشاہوں کے یہاں کثرت سے ملنے جاتے تھے''۔

امام اوزاعیؒ نے فرمایا:

''ما شيء أبغض إلى الله من عالم يزور عاملا''.

''اللہ کے یہاں اس عالم سے زیادہ مبغوض کوئی نہیں جو سرکاری کارندوں سے ملنے جاتا ہو''۔

حضرت اسحٰقؒ نے فرمایا:

''وہ عالم کتنا قبیح ہے جس کی مجلس میں جایا جائے تو وہ موجود نہ ہو، اور جب پوچھا جائے تو پتہ چلے کہ وہ حکمران کے پاس گیا ہے۔ میں نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ''اگر تم کسی عالم کو حکمران سے ملتا دیکھو تو اس کے دین پر بے دریغ شک کا اظہار کرو''۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میں حکمران کے یہاں گیا اور جب نکلنے کے بعد اپنا محاسبہ کیا تو اپنے نفس کو قصوروار نہ پایا، حالانکہ میں حکمرانوں سے نہایت سختی سے پیش آتا ہوں اور ان کی خواہشات کے برخلاف چلتا ہوں''۔

حضرت سعید بن مسیّبؒ تیل کے تاجر تھے اور کہتے تھے:

''إن في هذا لغنى عن هؤلاء السلاطين''.

''اس کاروبار سے حاصل ہونے والی آمدنی حکمرانوں سے بے نیاز کرنے کے لئے کافی ہے''۔

حضرت وہبؒ نے فرمایا:

''هؤلاء الذين يدخلون على الملوك هم أضر على الأمة من المقامرين''.

''بادشاہوں کے یہاں جانے والے اس امت کے لیے جوابازوں سے زیادہ نقصان دہ ہیں''۔

حضرت محمد بن سلمہؒ نے فرمایا:

''الذباب على العذرة أحسن من قاريٍ على باب هؤلاء''.

''غلاظت پر بیٹھی مکھی ان حکمرانوں کے در پر بیٹھے قاری (یعنی عالم) سے اچھی ہے''۔

جب امام زہریؒ نے حکمران کے ساتھ میل جول شروع کیا تو ان کے ایک دینی بھائی نے انہیں لکھ بھیجا کہ:

''اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو فتنوں سے بچائے۔ آپ اس حال کو جا پہنچے ہیں کہ آپ کے جاننے والوں کو چاہیے کہ آپ کے لیے دعا کریں اور آپ پر ترس کھائیں۔ آپ بڑھاپے کو اس حال میں داخل ہو رہے ہیں کہ اللہ کی نعمتوں کا بوجھ آپ پر لدھا ہوا ہے، یعنی اللہ نے آپ کو اپنی کتاب کا فہم عطا کیا ہے اور اپنے نبیؐ کی سنت سکھلائی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے علماء سے یہ عہد تو نہ لیا تھا (کہ یہ سارا علم لے کر حکمرانوں کے در پہ جا پہنچیں)۔ جان لیجیے کہ کم سے کم گناہ جو آپ سے سرزد ہوا اور ہلکے سے ہلکا بوجھ جو آپ نے اٹھایا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے ظالم کی قربت اختیار کر کے اس کی تنہائی ختم کر دی ہے اور اس کے لیے سرکشی کا راستہ آسان بنا دیا ہے۔ جبکہ اس نے آپ کی صحبت میں رہ کر نہ تو کوئی فرض ادا کیا اور نہ ہی کوئی

باطل فعل ترک کیا ہے۔ اس نے آپ کو ایسا محور بنا دیا ہے جس کے گرد اس کے ظلم کی چکی گھومتی ہے، اور ایسا پل بنا دیا ہے جس پر سے گزر کر وہ لوگوں کو اذیت دینے کے قابل ہوتا ہے، اور ایسی سیڑھی بنا دیا ہے جس پر چڑھ کر وہ گمراہیوں تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ آپ کی موجودگی کے سبب وہ علماء کو شک میں مبتلا کرنے اور جاہلوں کو مکر و فریب کے جال میں پھنسانے میں کامیاب ہوتا ہے۔ جتنا کچھ اس نے آپ کے سبب درست کیا ہے اس سے کہیں زیادہ اس نے آپ کو استعمال کرتے ہوئے بگاڑا ہے۔ اور جتنا فائدہ اس نے آپ سے حاصل کیا ہے اس سے کہیں زیادہ اس نے آپ کے دین کو نقصان پہنچایا ہے۔ پس آپ کو اس ارشادِ باری تعالیٰ کے مصداق بننے سے کیا چیز روک سکتی ہے کہ ''پھر ان کے بعد کچھ ناخلف ان کے جانشین ہوئے جنھوں نے نماز کو (چھوڑ دیا، گویا اسے) کھو دیا اور خواہشاتِ نفسانی کے پیچھے لگ گئے'' [مریم ۵۹] آپ کا معاملہ تو ایسی ذات کے ساتھ ہے جو لاعلم نہیں، بلکہ اس نے آپ پر ایسے نگران مقرر کر رکھے ہیں جن پر لمحہ بھر غفلت طاری نہیں ہوتی۔

آپ اپنے دین کی فکر کریں، کیونکہ بیماری اسے چاٹ گئی ہے۔ اور اپنا زادِ راہ تیار کریں کہ لمبا سفر آنے کو ہے۔ اور جان رکھیں کہ اللہ سے کچھ اوجھل نہیں رہتا، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔

والسلام''۔

[ان روایتوں کو نقل کرنے کے بعد امام غزالیؒ فرماتے ہیں:]

''پس یہ روایتیں اور حکایتیں حکمرانوں کے ساتھ میل ملاپ رکھنے میں پوشیدہ فتنہ و فساد کی مختلف انواع کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ ذیل میں ہم فقہی پہلو سے ان روایات کا تفصیلی جائزہ لیں گے تاکہ (سلاطین سے میل ملاپ رکھنے کے حوالے سے) حرام، مکروہ اور جائز امور پوری طرح واضح ہو جائیں۔

ہماری رائے میں حکمرانوں کے یہاں جانے والوں کے بارے میں یہ قوی خدشہ ہے کہ وہ اپنے کسی فعل، قول، سکوت یا قلبی اعتقاد کے سبب معصیتِ الٰہی کے مرتکب ہو بیٹھیں گے...... اور ایسا تو ممکن ہی نہیں کہ وہ ان تمام کی تمام صورتوں سے صاف بچ نکلیں۔

فعلی معصیت: بالعموم حکمرانوں سے ملاقات کے لئے ایسی جگہوں پر جانا پڑتا ہے جو غصب شدہ جائیدادیں ہوتی ہیں۔ ایسی جائیدادوں میں قدم رکھنا اور ان میں مالک کی اجازت کے بغیر داخل ہونا حرام ہے۔ پھر ظالم کے ساتھ تواضع و انکساری سے پیش آنا بھی جائز نہیں۔ زیادہ سے زیادہ سلام کرنے کا جواز

مل سکتا ہے، لیکن اس کا ہاتھ چومنا اور اس کی خدمت میں جھکنا تو سراسر گناہ ہے۔ بعض اسلاف نے تو حد درجہ احتیاط برتتے ہوئے ان کے سلام کا جواب دینے سے بھی اجتناب کیا اور ان کو ذلیل جانتے ہوئے ان کی قربتوں سے حاصل ہونے والے فوائد کو ٹھکرا دیا۔ ایسے ہی اگر حکمرانوں کا زیادہ تر مال حرام کا ہو تو ان کے قالینوں پر بیٹھنا بھی ناجائز ہے۔

سکوتی معصیت: سکوت کے ذریعے معصیت میں مبتلا ہونے سے مراد یہ ہے کہ حکمرانوں کی مجلسوں میں جانے والا عالم بالعموم وہاں ریشم کے بچھونے اور چاندی کے برتن دیکھتا ہے، حکمران اور اس کے غلاموں کو ریشم اور دیگر حرام لباس میں ملبوس پاتا ہے اور پھر بھی چپ سادھے رہتا ہے، حالانکہ شرعاً برائی دیکھنے کے باوجود اس پر چپ رہنا برائی میں شریک ہونے کے مترادف ہے۔ مزید یہ کہ وہ ان کی باتوں میں فحش گوئی، جھوٹ، گالم گلوچ اور ایذا رسانی سنتا ہے، اور اس سب پر چپ رہنا بھی حرام ہے۔

اب اگر تم یہ کہو کہ سلاطین کے سامنے زبان کھولنے کی صورت میں اپنی جان کا خطرہ ہوتا ہے لہٰذا اس عالم کے پاس خاموش رہنے کا عذر موجود ہے، تو اصولاً تو یہ بات سچ ہے۔ لیکن کیا اس عالم کو یہ معلوم نہیں کہ رخصت کی یہ راہ اختیار کرنا محض شرعی عذر کے تحت ہی جائز ہے...... پھر بھی وہ کسی ناگزیر ضرورت کے بغیر حاکم کے پاس کیونکر چل کر جاتا ہے جب کہ وہ بخوبی جانتا ہے کہ وہاں جا کر اسے گناہوں پر خاموش رہنا پڑے گا؟ نہ وہ حکمران کے پاس جائے، نہ ہی حکمران کا احتساب کرنے کا فرض اس پر عائد ہو! جس شخص کو کسی جگہ ہونے والی گمراہی کا علم ہو اور یہ علم بھی ہو کہ وہ اس کا ازالہ نہیں کر سکتا تو اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ وہاں موجود رہے، پھر سب گناہ اس کی آنکھوں کے سامنے پیش آئیں اور وہ انہیں چپ چاپ دیکھے۔ ایسے شخص کا تو فرض بنتا ہے کہ وہ ایسی جگہوں سے ہی دور رہے اور تماش بینی سے اجتناب کرے۔

قولی معصیت: ظالم حکمران کے یہاں جانے والا شخص چار و ناچار اس کے لیے دعا بھی کرے گا، اس کی تعریف بھی کرے گا اور اس کے باطل اقوال کی تصدیق بھی کرے گا؛ چاہے یہ تصدیق برملا بول کر ہو، سر ہلا کر ہو یا چہرے کے تاثرات سے ہو۔ اسی طرح اسے حاکم کے لیے محبت، وفاداری، شوقِ ملاقات، درازیٔ عمر اور زندہ و پائندہ رہنے کے جذبات کا اظہار بھی کرنا پڑے گا، کیونکہ عام طور پر گفتگو محض سلام دعا تک محدود نہیں رہتی بلکہ اور بھی بہت کچھ کہنا پڑتا ہے۔

اب جہاں تک دعا کا تعلق ہے تو ایسے حکمران کے لیے تو دعا کرنا جائز ہی نہیں، سوائے اس کے کہ یہ کہا

جائے کہ ''اللہ تیرا حال درست کرے'' یا ''اللہ تجھے بھلائی کی توفیق عطا فرمائے'' یا ''اللہ اپنی اطاعت گزاری میں تیری عمر دراز کرے'' یا اس طرح کی دیگر دعائیں۔ رہا اسے ''مولیٰ'' یا ایسے دیگر معزز القابات سے پکار کر اس کے لیے حفاظت، لمبی زندگی یا نعمتوں کی فراوانی کی دعا کرنا، تو یہ کسی طور جائز نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''من دعی لظالم بالبقاء، فقد أحب أن یعصی اللّٰہ فی أرضه''.

''جس نے ظالم کے لیے درازیٔ عمر کی دعا کی تو اس نے (دراصل) یہ چاہا کہ زمین پر اللہ کی نافرمانی کی جائے''۔

پھر اگر دعا اپنی جائز حد سے بڑھ کر مدح وثنا میں تبدیل ہو جائے اور اس میں حکمران کے ایسے اوصاف بیان کیے جائیں جو اس میں سرے سے موجود ہی نہیں تو ایسا کرنا ایک جھوٹے، منافق اور ظالم شخص کی تعظیم واکرام کے مترادف ہوگا، جو کہ صریح گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''إن اللّٰہ لیغضب إذا مدح الفاسق''.

''جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ کو غصہ آتا ہے''۔

دوسری روایت میں ہے:

''من أکرم فاسقًا فقد أعان علی هدم الإسلام''.

''جس نے فاسق کا اکرام کیا، اس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد دی''۔

پھر اگر حاکم کے پاس جانے والا شخص اس سے بھی آگے بڑھ کر اس کی باتوں کی تصدیق کرے اور اس کے کاموں کی تعریف کرے تو وہ اس تصدیق وتعریف کے سبب گناہ گار ہوگا۔ اس لیے کہ ایسے حکمران کی تعریف وتوصیف معصیت کے کاموں میں اس کی مدد واعانت کے مترادف اور اسے گناہوں پر مزید جمانے کا باعث ہے۔ اس کے برعکس، اسے جھٹلانا، اس کی مذمت کرنا اور لوگوں کے دلوں میں اس کی نفرت بٹھانا اسے اس فعل سے روکنے اور اس کی ہمتیں پست کرنے کا موجب ہے۔ پس معصیت میں مدد کرنا بھی معصیت ہے، چاہے یہ مدد آدھے حرف سے ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت سفیانؒ سے ایسے ظالم کے بارے میں پوچھا گیا جو بیابان میں قریب از مرگ ہو کہ کیا اسے پانی کا گھونٹ پلایا جا سکتا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ''نہیں! اسے مرنے دو، اسی میں اس کا بھلا ہے''۔

اعتقادی معصیت: حکمرانوں کے یہاں جانے والا عالم دل کی بیماریوں سے بھی محفوظ نہیں رہ سکتا کیونکہ وہ حکام کے یہاں فراوانئ دنیا دیکھنے اور حکام کی قربت پانے کے بعد اس امید میں رہتا ہے کہ اسے بھی ان اسبابِ دنیا میں سے کچھ حصہ نصیب ہو جائے گا۔ نتیجتاً وہ ان نعمتوں کو حقیر جاننے لگتا ہے جو اللہ نے پہلے سے اسے عطا کر رکھی ہوتی ہیں۔ ایسے میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے سے بھی باز نہیں آتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یا معشر المهاجرين لا تدخلوا على أهل الدنيا فإنها مسخطة للرزق''.

''اے گروہِ مہاجرین! اہلِ دنیا کے یہاں نہ جایا کرو کیونکہ ایسا کرنا رزق کی ناقدری کا سبب بنتا ہے''۔

مزید برآں اس کا یہ عمل اوروں کو بھی یہ راہ دکھاتا ہے اور ظالم جتھے کی نفری میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔

بلاشبہ درج بالا تمام صورتیں یا تو مکروہ ہیں یا پھر ممنوع ہیں۔ ان میں سے کسی بھی صورت میں حکمرانوں کے یہاں جانا درست نہیں، الا یہ کہ درج ذیل دو شرعی عذر یا ان میں سے کوئی ایک پایا جائے:

......ایک یہ کہ حاکم اپنے یہاں حاضر ہونے کا ''حکم'' دے، نہ کہ محض اعزاز و اکرام کی غرض سے ''دعوت''؛ اور یہ بھی معلوم ہو کہ اگر حکم کی تعمیل نہ کی گئی تو اس کے ہاتھوں اذیت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

......دوسرا یہ کہ کسی مسلمان کو ظلم سے نجات دلانے جایا جائے۔ ایسی صورت میں حاکم کے یہاں جانے کی رخصت تو موجود ہے، لیکن ساتھ ہی یہ شرط بھی ہے کہ وہاں نہ تو جھوٹ بولا جائے، نہ ہی وہ نصیحت ترک کی جائے جس کے قبول ہونے کا امکان ہو''۔

[پھر امام غزالیؒ لکھتے ہیں:]

''اگر تم یہ کہو کہ علمائے سلف بھی تو حکمرانوں کے یہاں جاتے تھے تو میں کہوں گا کہ ہاں! تم یہ تو جانتے ہو کہ وہ جاتے تھے، لیکن (یہ نہیں جانتے کہ وہ اپنی خوشی سے نہیں جاتے تھے بلکہ) انھیں زبردستی لے جایا جاتا تھا!

(اسی بارے میں) روایت ہے کہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک ایک مرتبہ حج کے لیے روانہ ہوا۔ جب وہ

مکہ پہنچا تو اس نے کہا: ''میرے پاس کسی صحابی کو لایا جائے''۔ اسے جواب دیا گیا: ''اے امیر المؤمنین! وہ تو تمام فوت ہو چکے ہیں''۔ اس نے کہا: ''تو تابعین میں سے کسی کو لایا جائے''۔ (حکم بجا لاتے ہوئے) حضرت طاوس یمانیؒ کو لایا گیا۔ جب وہ داخل ہوئے تو انھوں نے اپنا جوتا قالین کے کنارے اتارا اور امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرنے کی بجائے ''**السلام عليك يا هشام**'' (یعنی السلام علیک اے ہشام) کہا اور خلیفہ کو اس کی کنیت سے بھی نہ پکارا۔ پھر اس کے برابر بیٹھ کر کہا: ''تمہارا کیا حال ہے اے ہشام''۔ اس پر ہشام کو اتنا غصہ آیا کہ انھیں قتل کرنے پر تل گیا اور غضب ناک ہو کر پوچھا کہ: ''یہ حرکت تم نے کیوں کی؟'' انھوں نے فرمایا: ''میں نے کیا کیا ہے؟'' اس پر وہ مزید غصے اور طیش میں آ گیا، اور کہا: ''تم نے جوتے میرے قالین کے کنارے اتارے، نہ میرے ہاتھ کو بوسہ دیا، نہ مجھے امیر المؤمنین کہہ کر سلام کیا اور نہ ہی مجھے کنیت سے پکارا، پھر میری اجازت کے بغیر میرے برابر بیٹھ گئے اور کہا کہ تمہارا کیا حال ہے اے ہشام!!''۔ انھوں نے جواب دیا: ''تمہارا یہ کہنا کہ میں نے جوتے تمہارے قالین کے کنارے اتارے تو میں تو اپنے جوتے دونوں جہانوں کے پروردگار کے سامنے دن میں پانچ مرتبہ اتارتا ہوں، اور اس پر نہ تو وہ مجھے سزا دیتا ہے اور نہ مجھ پر غصے ہوتا ہے۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ میں نے تمہارے ہاتھ کو بوسہ نہ دیا تو وہ اس لیے کہ میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو کہتے ہوئے سنا ہے: ''کسی مرد کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی کا ہاتھ چومے، سوائے اپنی بیوی کا ہاتھ شہوت کی بنا پر یا اپنے بیٹے کا ہاتھ محبت سے''۔ رہا تمہارا یہ کہنا کہ میں نے تمہیں امیر المؤمنین کہہ کر سلام نہیں کیا تو وہ اس لیے کہ تمام لوگ تمہاری امارت پر راضی نہیں، لہٰذا مجھے اچھا نہیں لگا کہ میں جھوٹ بولوں۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ میں نے تمہیں تمہاری کنیت سے نہیں پکارا تو وہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو ان کا نام لے کر بلایا اور کہا: اے داود، اے یحییٰ اور اے عیسیٰ (علیہم السلام)؛ جبکہ دشمنوں کو ان کی کنیت سے ذکر کیا اور کہا ''ابو لہب کے ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہو''۔ [اللھب ۱] اور تمہارا یہ کہنا کہ میں تمہارے برابر بیٹھ گیا تو میں نے اس بارے میں حضرت علیؓ بن ابی طالب کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ ''اگر تم چاہو کہ اہلِ دوزخ میں سے کسی شخص کی طرف دیکھو تو ایسے شخص کو دیکھ لو جو خود تو بیٹھا ہوا ہو جبکہ اس کے ارد گرد لوگ کھڑے ہوئے ہوں''۔

ہشام نے جب یہ سنا تو کہا: ''مجھے نصیحت کیجیے''۔ انھوں نے فرمایا: ''میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ: ''جہنم میں اونچے ستونوں کی طرح سانپ ہوں گے اور خچروں جتنے بڑے

بچھو ہوں گے۔ وہ ہر اس حکمران کو ڈسیں گے جو اپنی رعایا کے ساتھ عدل نہ کرے''۔ یہ کہا اور پھر اٹھ کر چلے گئے۔

(ایک اور روایت میں ہے کہ) حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا: میں منیٰ میں ابو جعفر کے یہاں گیا تو اس نے مجھ سے کہا: ''اپنی ضرورت بیان کیجیے''۔ میں نے جواب دیا: ''اللہ سے ڈر! اس لیے کہ تو نے زمین کو ظلم و جور سے بھر دیا ہے''۔ یہ سن کر اس نے اپنا سر نیچے کر دیا، پھر کچھ دیر بعد دوبارہ سر اٹھا کر بولا: ''اپنی حاجت بیان کیجیے''۔ میں نے کہا: ''تجھے یہ مقام و مرتبہ مہاجرین اور انصار کی تلواروں کی بدولت حاصل ہوا ہے جبکہ ان کے بیٹے بھوک سے مرے جا رہے ہیں۔ اللہ سے ڈر اور ان تک ان کا حق پہنچا''۔ اس نے اپنا سر نیچے کر لیا اور پھر اٹھا کر بولا: ''اپنی حاجت پیش کیجیے''۔ میں نے کہا: ''حضرت عمر بن خطابؓ نے حج کیا تو اپنے خزانچی سے پوچھا: کتنا خرچ کر لیا تم نے؟ اس نے جواب دیا: دس سے بیس درہم''۔ (پھر حضرت سفیان ثوریؒ نے) فرمایا: ''جبکہ میں یہاں ایسی اشیاء دیکھ رہا ہوں جو کہ اونٹ بھی نہیں اٹھا سکتے''۔

پس جب ان حضرات کو حکمرانوں کے پاس جانے پر مجبور کیا جاتا تو بھی وہ اس نرالی شان کے ساتھ جایا کرتے تھے۔ وہ اللہ کو راضی کرنے کی خاطر دنیا کی آلائشوں سے دور بھاگتے تھے، یہی درحقیقت علمائے آخرت تھے۔ جبکہ علمائے دنیا حکمرانوں کے دلوں میں جگہ بنانے کے لیے خود چل کر ان کے یہاں جاتے ہیں، ان کے لیے رخصتیں ڈھونڈتے ہیں اور حیلوں کے دقیق نقاط سے استنباط کر کے ان کی چاہت کے مطابق شرعی احکامات میں وسعت پیدا کر دیتے ہیں''۔

[یہاں امام غزالیؒ کی بات باختصار ختم ہوئی]

حضرت عز الدین بن عبد السلامؒ (م ۶۶۰ھ)

حضرت عز الدین بن عبد السلامؒ کی 'أمـــالـي' میں...... جو کہ ان کے شاگرد اور مالکی مذہب کے امام حضرت شہاب الدین القرافیؒ نے ان سے سن کر لکھی ہے...... مذکور ہے کہ:

ایک مرتبہ کسی سرکاری اہلکار نے حضرت عز الدین رحمۃ اللہ علیہ کو یہ تحریری پیغام بھیجا کہ آپ بادشاہِ وقت سے ملا کریں اور اس سے راہ و رسم رکھا کریں تا کہ یہ آپ کے لیے موجبِ عزت ہو اور آپ کے دشمنوں کو نیچا دکھانے کا باعث۔ اس پر آپؒ نے فرمایا:

"قرأت العلم لأكون سفيرًا بين الله و بين خلقه، وأتردد إلى أبواب هؤلاء!"

"میں نے تو علم اس لیے حاصل کیا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان سفیر بنوں۔

اب کیا میں ان (حکمرانوں) کے در پر مارا مارا پھروں!"۔

امام قرافیؒ نے اس قول کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

"اس قول سے آپؒ کا مقصود یہ ہے کہ علماء اللہ تعالیٰ (کی پسند و ناپسند اور اس کے اوامر و نواہی) کا علم اس کے بندوں تک پہنچاتے ہیں، گویا وہ رسالت سے مشابہ منصب پر فائز ہوتے ہیں۔ پس جسے یہ شرف حاصل ہوا سے ایسی باتیں نہیں جچتیں"۔

حضرت ابن الحاجؒ (م ۷۳۷ھ)

حضرت ابن الحاجؒ 'المدخل' میں لکھتے ہیں:

"عالم کو چاہیے...... بلکہ اس پر لازم ہے...... کہ وہ دنیا داروں میں سے کسی کے یہاں آیا جایا نہ کرے۔ عالم کا حال تو یہ ہونا چاہیے کہ لوگ اس کے در پہ آئیں بجائے اس کے کہ وہ لوگوں کے در پر جائے۔ (ان دنیاداروں کے یہاں جانے کے لیے) یہ کوئی عذر نہیں کہ وہ ان کی دشمنی یا حسد کے خوف سے یا ان کے شر سے بچنے کے لئے ان سے میل ملاپ رکھتا ہے۔ نہ ہی یہ کوئی قابلِ قبول عذر ہے کہ ان میں سے کسی صاحبِ اثر شخص سے تعلق رکھنا اسے دیگر دنیاداروں سے درپیش خطرات سے بچالے گا۔ نہ ہی اس بہانے سے جانا درست ہے کہ یہ تعلق استوار کرنا مسلمانوں کی ضروریات پوری کرنے...... یعنی انہیں کوئی منفعت پہنچانے یا کسی نقصان سے بچانے...... کا ذریعہ ہوگا۔

یہ اس لیے کہ اگر تو وہ مسلمانوں کی کوئی منفعت حاصل کرنے کے لئے اپنی آزاد مرضی سے دنیاداروں کے پاس جائے اور اس کا ایسا کرنا لوگوں کی نگاہوں میں اس کی قدر و منزلت میں اضافہ کرتا ہو، تو اس منفعت سے برکت اٹھالی جائے گی۔ اور اگر وہ ان دنیاداروں کے خوف کے سبب ان کے پاس جائے تو یہ بات اور بھی زیادہ خطرناک ہے، کیونکہ میل ملاقات رکھنے کی صورت میں وہ ہر وقت ان ظالموں کی دسترس میں ہوگا اور وہ جب چاہیں گے اسے ضرر پہنچالیں گے۔

رہا مسلمانوں کو کسی نقصان سے بچانے کی خاطر دنیاداروں سے تعلق رکھنا، تو گویا وہ ایک ایسے خدشے کا سدِ باب کرنے کے لئے جس کا مستقبل میں وقوع پذیر ہونا بھی یقینی نہیں، ایک یقینی حرام فعل کا ارتکاب

کر رہا ہے۔ مستقبل کے ممکنہ خدشات کا حقیقت میں ڈھلنا تو لازم نہیں، لیکن یہ واجب تو اس پر آج اور ابھی عائد ہوتا ہے کہ وہ تقربِ اہلِ دنیا جیسا شرعاً مذموم فعل ترک کر دے۔

نیز اپنی اور مسلمانوں کی ضروریات پوری کرنے کا طریقہ یہ نہیں، بلکہ اس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ حکمرانوں کے در پر جانے کی بجائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسا اور اسی کی طرف رجوع کیا جائے۔ اس لیے کہ اللہ جل شانہ ہی دراصل قاضی الحاجات اور مشکل کشا ہے۔ وہی دلوں کو مسخر کرنے والا ہے...... جس کے لیے چاہے اور جیسے چاہے دلوں کو کھول دے۔ اللہ تعالیٰ نے سید الخلائق صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''اور اگر تم دنیا بھر کی دولت خرچ کرتے تب بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے مگر اللہ ہی نے ان کے دلوں میں الفت ڈال دی''۔ [الأنفال: ٦٣] اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دلوں کے مسخر کرنے کو اپنے نبیؐ پر کیے جانے والے احسانات میں شمار فرمایا ہے۔ اب اگر ایک عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے اپنے جملہ معاملات مخلوق کی بجائے خالق کے سپرد کر دے اور ساری دنیا سے منہ موڑ کر اسی کی طرف رخ کر لے تو اللہ رب العزت بھی اس کے ساتھ اسی مہربانی واحسان کا معاملہ فرمائیں گے جیسا اپنے نبیؐ کے ساتھ فرمایا۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے اللہ تعالیٰ اسے انسانوں کے در پر جانے سے بھی بچالیں گے، جہاں جانا اس کے حق میں زہرِ قاتل ہے۔

پھر کاش یہ اہلِ علم مذکورہ بالا امور پر ہی اکتفا کر لیتے، مگر وہ تو اس سے بھی بدتر اور سنگین فعل کے مرتکب ہوتے ہیں...... جب وہ کہتے ہیں کہ ان کا حکمرانوں کے پاس جانا ازراہِ تواضع وانکساری ہے، یا انہیں خیر کی راہ دکھانے کی غرض سے ہے یا ایسے ہی دیگر عذر بیان کرتے ہیں۔ اس قسم کے (دینی) بہانوں کی آڑ میں حکمرانوں کے پاس جانے کی وباء آج عام ہو چکی ہے اور اس میں زیادہ خطرناک پہلو یہ ہے کہ ایسے بہانے بنانے والوں کے توبہ کرنے اور باز آنے کا امکان بھی کم ہوتا ہے۔

بعض علماء نے نقل کیا ہے کہ اگر ایک ثقہ شخص قاضی کے یہاں آتا جاتا رہے تو اس کا کردار مشکوک ٹھہرتا ہے اور اس کی گواہی بھی رد ہو جاتی ہے۔ اگر قاضی کے یہاں جانے والے کا کردار مشکوک اور گواہی رد ہو جاتی ہے...... حالانکہ قاضی مسلمانوں کے علماء میں سے ایک عالم ہوتا ہے جس کی مجلس حکمرانوں کی مجالس میں بالعموم پائی جانے والی خرافات سے محفوظ ہوتی ہے...... تو قاضی کے علاوہ کسی کے یہاں آنے

جانے کا کیا نتیجہ ہونا چاہیے! اس سے منع کیا جانا تو زیادہ اہم اور ضروری ہے"۔

ایک اور جگہ آپؒ نے فرمایا:

"عالم کو چاہیے کہ اگر اس کے مدرسے کا وظیفہ بند کر دیا جائے تو پھر بھی وہ اپنی محنت جاری رکھے اور تنگ یا دلبرداشتہ نہ ہو۔ عین ممکن ہے کہ یہ وظیفہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان کے طور پر کاٹا گیا ہو تاکہ اللہ تعالیٰ دیکھے کہ یہ عالم اپنے علم اور عمل میں سچا تھا یا نہیں؟ جہاں تک اس کے رزق کی بات ہے تو اس کی تو ضمانت دے دی گئی ہے، لیکن یہ لازم نہیں کہ یہ رزق ہمیشہ ایک ہی جگہ سے ملے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من طلب العلم تكفل الله برزقه".

"جو شخص طلبِ علم میں مشغول ہو اللہ اس کے رزق کا ذمہ اٹھا لیتے ہیں"۔

اس سے مراد یہ ہے کہ تعلیم و تعلّم میں مصروف شخص کو اللہ تعالیٰ محنت و مشقت کے بغیر ہی آسانی سے رزق فراہم کر دیتے ہیں۔ اگرچہ تمام مخلوقات کا رزق اللہ تعالیٰ ہی کے ذمے ہے لیکن یہاں عالم کا بطورِ خاص ذکر کرنے کی حکمت یہی ہے کہ اسے اس کا رزق محنت و مشقت کے بغیر حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے حصے کی تکلیف اور مشقت اس کی پڑھائی، مطالعے اور مسائل کو سمجھنے، سمجھانے میں رکھ دی گئی ہے۔ شرعی مسائل کا فہم حاصل کرنا اور انسانوں کی مختلف طبیعتیں سمجھ کر ان تک مناسب ترین انداز میں یہ فہم منتقل کرنا اللہ تعالیٰ کی خصوصی توفیق اور اس کے لطف واحسان سے ہی ممکن ہے۔ اس غیر معمولی صلاحیت کا ملنا ہی علماء کی اصل کرامت ہے، چاہے انہیں اولیاء کی طرح پانی پہ چلنے یا ہوا میں اڑنے جیسی حسی کرامتیں نہ بھی نصیب ہوں۔ پس اسے چاہیے کہ ان لوگوں کے یہاں جا کر جن کے ہاتھ میں وظیفہ بحال کرنے، یا اس بارے میں سفارش کرنے، یا اس کی جگہ دوسرا وظیفہ جاری کرنے کا اختیار ہو...... اس مقام و مرتبے کو رسوا نہ کرے۔

ایک باوثوق شخص نے مجھے بتایا کہ وہ ایک ایسے عالم کو جانتا ہے جو کسی مدرسے میں تعلیم دیتا تھا اور اس کا اور اس کے طلبہ کا وظیفہ بند کر دیا گیا۔ طلبہ نے اس سے کہا کہ: اگر آپ فلاں...... دنیا دار...... سے ملنے جائیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ وظیفہ بحال کر دے۔ اس نے جواباً کہا: "اللہ کی قسم! مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سفید بال اس کے یہاں جھٹلا دیئے جائیں"۔ طلبہ نے کہا: وہ کس طرح؟! اس نے

کہا: ''میں ہر روز صبح کے وقت یہ دعا کرتا ہوں: اے اللہ تیری دَین کو روکنے والا کوئی نہیں اور جس چیز سے تو محروم کردے اسے دینے والا کوئی نہیں۔ کیا یہ کہنے کے بعد میں کسی مخلوق کے سامنے کھڑا ہوکر اس سے سوال کروں؟ اللہ کی قسم! میں ایسا ہرگز نہ کروں گا''۔

عالم کے شایانِ شان تو یہی ہے کہ وہ رزق ملنے، نہ ملنے کے معاملے میں فقط اپنے رب پر بھروسہ کرے۔ گھر والوں کی خاطر مخلوق سے سوال کرنا بھی عالم کی شان کے منافی ہے کیونکہ اگر وہ اپنے سینے میں موجود علم کے مقام کا پاس کرتے ہوئے ایسا کرنے سے رک جائے تو عزت والا خدا اسے ہرگز رسوا نہ کرے گا...... یا تو وہ اس کی ضرورت پوری کردے گا، یا اپنے غیب سے اس سے بھی بہتر چیز عطا کرے گا۔ وہ ضرور اس کی مدد کرے گا اور اس کی ضرورت کو جیسے، جس طریقے سے چاہے گا پورا کرے گا۔ رب اس بات کا پابند نہیں کہ کسی ایک خاص ذریعے ہی سے رزق عطا کرے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی سنت تو یہ ہے کہ وہ ایسے شخص کو بالعموم کسی ایسے ذریعے سے رزق دیتا ہے جس کا اسے گمان تک نہیں ہوتا۔ دراصل اللہ چاہتا ہے کہ علماء اس کی خاطر ہر چیز سے کٹ جائیں، ہر معاملے میں اسی پر بھروسہ کریں، اسباب پر دھیان نہ دیں بلکہ مسبب الاسباب اور اسباب پر قدرت رکھنے والے کی طرف دیکھیں۔ آخر علماء سے یہ خودداری اور توکل کیوں نہ مطلوب ہو جبکہ وہ خلائق کے مرشد اور انھیں اللہ تعالیٰ کی جانب سیدھا راستہ دکھانے والے ہیں۔ بے شک جو اللہ تعالیٰ کی خاطر کوئی چیز چھوڑے تو اللہ بدلے میں اسے اس سے بہتر چیز دیتا ہے، اور وہاں سے دیتا ہے جہاں سے اس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا''۔

حضرت علی بن حسن الصندلیؒ (م ۴۸۴ھ)

کتاب **طبقات الحنفیۃ** میں حضرت علی بن حسن الصندلیؒ کی سوانحِ عمری میں مذکور ہے کہ:

سلطان ملک شاہ نے آپؒ سے کہا: ''تم میرے یہاں کیوں نہیں آتے؟'' آپؒ نے جواب دیا: ''میں نے چاہا کہ آپ ان بہترین بادشاہوں میں سے ہوں جو خود علماء سے ملنے آتے ہیں؛ اور میں ان بدترین علماء میں سے نہ ہوں جو خود جا کر بادشاہوں سے ملتے ہیں''۔

حضرت ابوعبدالرحمٰن النسائیؒ (م ۳۰۳ھ)

امام ابن عدیؒ نے 'الکامل' میں ذکر کیا ہے کہ میں نے ابوحسن محمد بن مظفر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ:

''میں نے مشائخِ مصر کو ابوعبدالرحمٰن النسائیؒ کی پیشوائی اور امامت کا اعتراف کرتے ہوئے سنا ہے۔

رات کی عبادت گزاری اور اس پر مداومت کی تعریف سنی ہے۔اس بات کا بھی اعتراف کرتے سنا ہے کہ جب وہ والیٔ مصر کے ساتھ جہاد کے لیے نکلے تو ہر معاملے میں نہایت خودداری کا مظاہرہ کیا، ثابت شدہ سنتوں کو زندہ کیا اور جس حاکم کے ساتھ جہاد پہ نکلے تھے اس کے پاس بیٹھنے سے مکمل اجتناب کیا۔آخری وقت تک آپ کا یہی حال رہا یہاں تک کہ آپ شہید ہوگئے، اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو‘‘۔

باب چہارم

سلف صالحین کے اشعار

(اس باب میں سلف صالحین کے وہ اشعار ذکر کئے گئے ہیں جن میں انھوں نے حکمرانوں کی قربت اختیار کرنے کی قباحت بیان کی ہے۔اشعار کے ترجمہ ومفہوم کو ہم نے منظوم انداز میں پیش کیا ہے، اور یہ کام ہمارے فاضل دوست محمد ثنیٰ حسان نے سرانجام دیا ہے۔)

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ (م۱۶۲ھ) کے اشعار

خلفؒ بن تمیم سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کو یہ اشعار گنگناتے سنا:

أرى أناسا بأدنى الدين قد قنعوا　　ولا أراهم رضوا في العيش بالدون

فاستغن باللّٰه عن دنيا الملوك　　كما استغنى الملوك بدنياهم عن الدين

عجب لوگوں کو دیکھا، دین میں کم تر پہ راضی ہیں
مگر دنیا کی جب ہو بات تو کم پر نہیں راضی
تُو اللہ کے لئے ان بادشاہوں سے غنی ہوجا
جو دنیا کے لئے ہیں دین سے بالکلیہ مستغنی

حضرت خلیل بن احمدؒ کے اشعار

قالی نے اپنی 'أمالي' میں روایت نقل کی ہے کہ:

سلیمان مہلبی نے حضرت خلیل بن احمدؒ کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے اوران سے ملاقات کی درخواست کی ۔ آپؒ نے وہ لاکھ درہم رد کردیئے اور اسے یہ اشعار لکھ بھیجے:

أبلغ سليمان أنّي عنه في سعة　　وفي غنى غير أنّي لست ذا مال

خبر دے دو سلیماں کو، مجھے حاجت نہیں اس کی
اگرچہ بام ودر میرا سرو ساماں سے خالی ہے

سخيّ بنفسي أنّي لا أرى أحدا　　يموت هزلا ولا يبقى على حال

میں اپنے جی کے بارے میں نہیں کچھ بھی ہوں گھبراتا
مَرا نا بھوک سے کوئی، نہ ہر آسودہ حالی ہے

فالرزق عن قدر لا العجز ينقصه　　ولا يزيدك فيه حول محتال

مقدر رزق ہے جبکہ، سقم سے کم نہیں ہوتا
نہ حیلوں ہی سے بڑھتا، یہ سب خامِ خیالی ہے

والفقر في النفس لا في المال تعرفه　　　ومثل ذاك الغنى في النفس لا المال

غریبی مال میں سمجھے ہو، ہے یہ ظرفِ سفلی میں
اگر سمجھو! اصل میں مالداری ظرفِ عالی ہے

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ (م۱۸۱ھ) کے اشعار

ابونعیم نے الحلیة میں محمدؒ بن وھیب بن ہشام سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا کہ: بعض دوستوں نے مجھے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار سنائے:

كل الجاورس والأرز بالخبز الشعير　　　واجعلن ذلك طعاما تنج من حرّ السعير

وانأى ما استطعت هداك اللّٰه عن باب الأمير

جہنم سے جو بچنا ہے تو خود کو فقر میں ڈالو
رہو سادہ، صرف یہ باجرہ، چاول، یہ جو کھالو
خدا ہر حال میں تم کو ہدایت پہ رکھے قائم
سلاطیں کے دروں سے تم ہمیشہ ہی کنارہ لو

ابونعیم نے الحلیة میں احمد بن جمیل المرزوی سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا:

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے کہا گیا کہ اسماعیل بن علیہؒ کو صدقات کی تقسیم پر مامور کردیا گیا ہے۔ اس پر حضرت ابن مبارکؒ نے انھیں یہ اشعار لکھ بھیجے:

يا جاعل العلم له بازيا　　　يصطاد أموال المساكين
تُو نے یہ کیا علم کو ہے باز بنایا!　　　کرتا ہے شکار اس سے تو اموالِ مساکیں
احتلت الدنيا ولذّاتها　　　بحيلة تذهب بالدين
دنیائے فنا کے ہیں مزے تجھ کو لبھائے　　　کچھ ہوش تو کر تجھ سے ہے بیگانہ ہوا دیں
فصرت مجنونا بها بعدما　　　كنت دواء للمجانين
دنیا کے جنوں میں تو گرفتار ہوا اب　　　دیتا تھا قبل اس کے دوا ہائے مجانیں
أين روايتك في سردها　　　لترك أبواب السلاطين
اہ! تیری زباں پہ کیوں اب نہیں آتا　　　وہ قولِ نبیؐ: مانعِ ابوابِ سلاطیں

إن قلت أكرهت فذا باطل زلّ عمّار العلم في الطين

باطل ترا کہنا کہ تو مجبور ہوا ہے
بنیاد پہ گویا حرمِ علم گرا ہے

جب اسماعیلؒ نے یہ خط پڑھا تو رو دیے اور فوراً استعفیٰ دے دیا۔

ابو نعیمؒ نے محمدؒ بن وہب سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا: ہمارے بعض ساتھیوں نے ابن مبارکؒ کا یہ شعر سنایا:

هيهات اغتر بالسلطانِ تأتيه قد ضلّ والج أبواب السلاطين

حکمراں کے در پہ جائے کون؟ ہے کس کو فریب
جس کی زینت اور رونق تو فقط ضال و مُضِل

امام شافعیؒ (م۲۰۴ھ) کے اشعار

ابنِ عساکرؒ نے اپنی تاریخ میں امام بیہقیؒ سے نقل کیا ہے کہ امام شافعیؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا: ''میرا ایک دوست تھا جسے حصین کہا جاتا تھا۔ وہ میرے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا تھا اور راہ و رسم نبھاتا تھا۔ لیکن جب اسے امیر المؤمنین نے ''سبین'' پر مامور کیا تو میں نے اسے یہ اشعار لکھ بھیجے:

خذها إليك فإنّ ودّك طالق منّي وليس طلاق ذات البين

فإن ارعويت فإنّها تطليقة ويدوم ودّك على ثنتين

وإن التويت شفعتها بمثالها وتكون تطليقتين في حيضين

فإذا الثلاث أتتك منّي طائعا لم تغن عنك ولاية البحرين

لم أرض أن أهجر حصينا وحده حتّى اسودّ وجه كلّ حصين

''یہ لو! تمہاری مودت کو میری طرف سے طلاق ہے مگر ابھی طلاقِ بائن نہیں ہے۔ اگر تم نے خیال رکھا تو یہ ایک طلاق ہے اور تمہاری مودت دو تک رہے گی۔ اور اگر تم پھر گئے تو میں اسی کی طرح دوسری بھیج دوں گا اور ایسے دو ماہواریوں میں دو طلاقیں ہو جائیں گی۔ اور اگر میری طرف سے تینوں طلاقیں آجائیں تو بحرین کی ولایت تمہارے کچھ کام نہ آئے گی۔ میں ایک حصین کے فراق پر بھی آمادہ نہ تھا مگر اس فعل سے سارے حصینوں کے منہ کالے ہو گئے''۔

امام ابوالقاسم بن فیرہ الشاطبیؒ (م۵۹۰ھ) کے اشعار

امام ابوالقاسم الشاطبیؒ نے اپنے مشہور قصیدے میں (ان علماء کے رویے پر جو حکمرانوں سے راہ ورسم رکھتے تھے، طنزیہ انداز میں نقد کرتے ہوئے) فرمایا:

يلومونني إذ ما وجدت ملائما　　ومالي مليما حين سمت الأكارما

گر میں اپنوں سے ملوں، ہوتی ہے تشنیع وطعن　　جو ملوں اصحابِ جاہ سے تو ملامت کچھ نہیں

وقالوا تعلّم العلوم نفاقها　　بسحر نفاق يستحقّ العزائما

یہ کہا کہ علم جو رائج ہو، وہ حاصل کریں　　صَرف چاہے کوہ جیسی بھی ہو ہمت، کچھ نہیں

وقلّب جناها حولا قلبا بما　　يدني أنوف الشامخات رواغما

پھر جو اس سے مال آئے خرچ ہم ایسے کریں　　صاحبوں کی اس کے آگے ہو یہ حشمت کچھ نہیں

ولا بدّ من مال به العلم يعتلى　　وجاه في الدّنيا يكفّ المظالما

مال وجاہ لازم ہے گر چاہو کہ بالا علم ہو　　اور ایسے میں ستم کی بھی شکایت کچھ نہیں

ولولا مصابيح السلاطين لم تجد　　على ظلمات السّبيل بالحق قائما

ہے جہاں میں حکمرانوں ہی کے دم سے روشنی　　ما سوا، از تیرگی حق پہ اقامت کچھ نہیں

فخالطهم واصبر لذلّ حجّابهم
تنل بهم عزّا يسمّيك عالما

ان کے ہاں جاؤ! کرو رسوائیوں پہ صبر تم
پھر کہیں جا کے ملے گی عزت و جاہ وحشم

جمال لغوی اپنی کتاب **المعجب** میں لکھتے ہیں:

بعض فضلاء نے مجھے بتایا کہ حکمران عزالدین حرسک نے امام شاطبیؒ کے یہاں بلاوہ بھیجا۔ جواب میں امامؒ نے اپنے ایک ساتھی کو یہ اشعار لکھ بھیجنے کو کہا:

قل للأمير مقالة　　من ناصحٍ فطن نبيه

إنّ الفقيه إذا أتى　　أبوابكم لا خير فيه

کسی ناصح کی یہ پند ونصیحت، امیرِ ما کو کوئی جا سنائے
نہیں ہے خیر اس میں ذرّہ بھر بھی، فقیہِ شہر تیرے در پہ آئے

حضرت سعید بن ابراہیم بن عبدربہؒ کے اشعار

بدرالنابلسی کی کتاب التــــذییـــــل میں نقل ہے کہ سعید بن ابراہیم بن عبدربہؒ جب آخری عمر میں بادشاہوں کے یہاں جانے سے رک گئے تو انھوں نے یہ اشعار کہے:

أمـن بـعـد غـوصي في علوم الحقائق — وطـول إنبسـاطي في مذاهب خالق

حقیقت کی عکاس باتیں ہیں میری — جو مذہب کی دہلیز سے ہی بیاں ہیں

وفي حيـن إشـرافي عـلـى مـلكوتـه — أرى طـالبـا رزقـا إلـى غيـر رازقـي

جہاں میں ہیں ایسے بھی روزی کے طالب — وہ مانگیں ہیں ان سے جوخود بے کساں ہیں

وقـد أذنـت نـفسـي بتـفويض خلّهـا — وأسرع في سوقي إلى الموت سابقي

اجازت ہے میری یہ اعضاء کو اب کے — وہ روح سے جدا، اب قضا کو رواں ہیں

إذ لـعبــت صبيـانهـم بك وابتـغـت — شيـوخهـم فيك الـصـروف الفواتحا

وہ سلطاں کے بچے جو کھیلے تھے تم سے — وہ بوڑھے بھی ان کے، جوفرمانرواں ہیں

دونك يــا مــن يـرى الـنـصـح ذلة — استـوسـع فيك الشـامتيـن المراجما

ہوئی تھی شماتت جو تیری زماں میں — یہ سب ہی تری لغزشوں کے نشاں ہیں

فـقـلـت مـجيبـا ليس يسعدني سوى — نـجـى الـحشـا والـدمع ينهل حاجما

بس اتنی خوشی اور تسلی ہے مجھ کو — کہ آنکھوں سے میری اب آنسورواں ہیں

وكـم زفـر تـحـت الـضـلـوع لهيجها — حـكيـم يبيـع الـعـلـم بالجور حاكما

یہ سینہ مرا آگ سے ہے پگھلتا — اور اس میں تو غصے کے آتش فشاں ہیں

کہ دیکھوں جو عالم، سلاطیں کے در پے
وہ بیچے ہے علم ان کے فتنوں کے بدلے

حافظ ابونصر بن ماکولاؒ (م۴۷۵ھ) کے اشعار

حافظ ابونصر بن ماکولاؒ نے کہا:

تـجـمّـعـت أبـواب الـمـلـوك لآتـي
عــلــمــت بـمـا لـم يـعـلـم الثـقـلان

رأيـت سهيـلا لـم يـحـد عن طـريقـه

مــن الشـــمـــس إلّا مـن مـقـام هـوان

ہیں کھلے شاہوں کے در ہر شخصِ زائر کے لئے

بے خبر ہیں انس و جن پر رازِ پنہاں سے مرے

یہ سہیل ہٹتا نہیں از راہ پیشِ آفتاب

جز بس اک صورت؛ پئے جب جام یہ ذلت بھرے

☆سہیل ایک ستارے کا نام ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو حکمرانوں کی قربت اختیار کرنے سے اپنی امان میں رکھیں، آمین!

وآخر دعوانا أن الحمد للّٰہ رب العالمین!

مطبوعاتِ حطین

☆ درسِ حدیثِ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ	شیخ ابوعبداللہ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ
☆ سپیدۂ سحر اور ٹمٹماتا چراغ	شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ
(اسلامی دستور سمجھے جانے والے 'دستورِ پاکستان' کا شرعی محاکمہ)	مترجم: مولانا عبدالصمد حفظہ اللہ
☆ کفار سے براءت کا قرآنی عقیدہ	مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ
☆ مسلمانوں کے تعلقات کی اساس؛ لا الہ الا اللہ	سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ
☆ چہروں کی نہیں، کفریہ نظام کی تبدیلی مقصود ہے!	قاری عبدالہادی
☆ من لی بھذا الخبیث؟	محمد مثنیٰ حسان
(کون ہے جو میری حرمت ﷺ کی خاطر اس خبیث سے نمٹے؟)	
☆ یہ تہذیبی تصادم نہیں، صلیبی جنگ ہے!	مولانا ابومحمد یاسر
☆ مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟	شیخ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ
☆ استاد المجاہدین؛ استاد یاسر کے ساتھ ادارۂ حطین کی گفتگو	مترجم: محمد مثنیٰ حسان
☆ اور فتح کی خبریں آنے لگیں!	قاری عبدالہادی
☆ جہاد فی سبیل اللہ کے اساسی مقاصد	محمد مثنیٰ حسان

زیرِ طباعت

☆ پاکستان میں جہاد کی شرعی حیثیت

(شیخ ابو یحییٰ اللیبی حفظہ اللہ کی کتاب "حد السنان لقتال حکومة وجیش باکستان" کا اردو ترجمہ......مترجم: مولانا عبدالصمد حفظہ اللہ)

....

امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ اور امام حاکمؒ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”سيكون بعدي أمراء، فمن دخل عليهم فصدقهم بكذبهم، وأعانهم على ظلمهم، فليس مني، ولست منه، وليس بوارد على الحوض، ومن لم يدخل عليهم، ولم يعنهم على ظلمهم، ولم يصدقهم بكذبهم، فهو مني، وأنا منه، وهو وارد على الحوض“.

”میرے بعد کچھ امراء (حکام) آئیں گے، پس جو شخص ان کے پاس گیا اور ان کی جھوٹی باتوں کی تصدیق کی، اور ان کے ظلم (کے کاموں) میں ان کی مدد کی تو اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں، اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی وہ میرے حوض (یعنی حوضِ کوثر) پر آئے گا۔ اور جو شخص نہ ان کے پاس گیا، نہ ان کے ظلم میں ان کی مدد کی اور نہ ہی ان کے جھوٹ کی تصدیق کی تو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، اور وہ میرے حوض پر آنے والا ہے“۔

اس حدیث کو امام ترمذیؒ اور امام حاکمؒ نے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔